إن الدين عند الله الإسلام

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام

لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: قائدِ جمعیۃ مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود

اورنگ زیب عالمگیرؒ

عالمگیرؒ نے فتاویٰ عالمگیری مرتب کرا کے اسلامی دنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس نے ہندوستان بھر مشاہیر علماء کو حکم دیا کہ وہ تمام فقہ کی کتابوں سے مفتیٰ بہا مسائل کا انتخاب کر کے ایک کتاب تیار کریں، ان علماء کے گروہ کے صدر شیخ نظام صاحبؒ تھے اس کام کو انجام دینے کے لئے عالمگیر نے علماء کے وظائف اور دوسرے اخراجات منظور کر لئے، چنانچہ اس کتاب کی تیاری پر دو لاکھ روپے صرف ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب نے علماء و طلبہ کو تقریباً تمام کتب فقہ سے بے نیاز کر دیا ہے، عالمگیر نے تمام زندگی حلال اور اپنی محنت کی کمائی سے شکم پری کی، اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی جو ٹوپیاں سی کر میں فروخت کرتا تھا اس سے ساڑھے چار روپے میرے کفن پر خرچ کرنا، اور قرآن مجید لکھ کر جو میں نے آٹھ سو پانچ روپے جمع کئے ہیں انہیں محتاجوں میں تقسیم کر دینا،

آثارِ رحمت صہ ۳۲ — مؤلفہ مولانا امداد صابری

سنِ ہجری

مسلمانو! کرو رائج جہاں میں سال ہجری کا
مسلّم ہر طرف ہو جائے قیل و قال ہجری کا

رسولِ پاکؐ کی ہجرت سے اس کی ابتدا ہے جب
تو پھر کیونکر نہ ہو محبوب ہم کو سال ہجری کا

کرو رائج جہاں میں دوستو اب تم سنِ ہجری
نہ لکھنا بھول کر بھی اب کہیں تاریخ انگریزی

کریں گے جو تحفّظ اب سنِ ہجری کا اے انورؔ
محافظ اس کے ہوں گے حق تعالیٰ شافعِ محشر

(حافظ نور محمد انورؔ) ——— ارسال کردہ: جناب محمد رمضان میمن
التقویم - توحید نگر کراچی ۱۸

ایڈیٹر: زاہد الراشدی

یکے از مطبوعات
کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
چوک رنگ محل لاہور

فی شمارہ
۵۰ پیسے

از :- محمد نذیر سیالی

شہادتِ حسینؓ اور ہم

سانحہ کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی شخصی واقعہ نہیں اور اس کا تعلق صرف اسلامی تاریخ ہی سے نہیں بلکہ اسلام کی اصل حقیقت سے ہے خاندانِ نبوت خالقِ حقیقی اور مالک الملک کی مرضی کے مطابق اس دنیا کو آباد کرنے کے لئے ہمیشہ اجڑتا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت فرمائی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنی والدہ کے ہمراہ عالمِ کمسنی میں "وادی غیر ذی ذرع" میں سکونت اختیار کرنی پڑی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی گھر بار چھوڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیب کی تیاریاں ہوئیں اور خود محبوبِ خدا خلاصہ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی فرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنے آبائی وطن مکۃ المکرمہ کو پُرنم آنکھوں سے خیرباد کہہ کر مدینہ منورہ کی طرف رختِ سفر باندھنا پڑا اور آپ کے متبعین میں سے حضرت امام حسینؓ نے میدانِ کربلا میں اس خانہ ویرانی کو مکمل کر کے چھوڑا، چونکہ حضرت اسماعیلؑ سے خاندانِ نبوت کا سلسلہ ملا ہوا ہے اس لئے جس طرح انہوں نے "وادی غیر ذی ذرع" میں شدتِ پیاس سے ایڑیاں رگڑیں تھیں اسی طرح حضرت امام حسینؓ نے بھی میدانِ کربلا میں اس شدتِ پیاس والی خاندانی سنت کو پورا کیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسولؐ اور جگر گوشہ بتولؓ تھے آپ نے اس پاکیزہ ترین ماحول میں پرورش پائی جس کے حصول کے لئے لوگوں کو میلوں چل کر آنا پڑتا تھا تاکہ صحبتِ رسولؐ میں اپنی بگڑی بنالیں اور ایسا رنگ چڑھالیں جس کے سامنے دنیا بھر کے سارے رنگ ہیچ نظر آئیں جس کو یہ رنگ چڑھ جاتا تھا پھر اس کے سامنے اللہ تعالےٰ اور رسولؐ کے بالمقابل کسی شے کی کوئی حیثیت نہ ہوتی تھی۔ اس کا مرنا جینا صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہوتا تھا۔ حضرت امام حسینؓ نے بھی تو اسی پاک ماحول میں زندگی کا قابلِ رشک دور گذارا تھا۔ بھلا آپ یزید کی اطاعت کیسے کر سکتے تھے جبکہ وہ پورے طور پر اس بات کا اہل نہ تھا اور ویسے بھی حضرتؓ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بخوبی آگاہ تھے۔ "لَا طَاعَتَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَۃِ اللّٰہ" (اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی) یزید کے رفقاء نے ہر چند کوشش کی مگر جب اُن کو یقین ہو گیا کہ ہم کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تو انہوں نے حضرت امام حسینؓ کو اپنے راستہ سے ہٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے حج کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہاں جاکر آپ کو علم ہوا کہ حجاج کی صورت میں کچھ لوگ مجھے قتل کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں اس لئے آپ نے حج کی جگہ عمرہ کر کے وہاں سے رخصت ہونا مناسب سمجھا تاکہ یہ حرمت والا شہر جہاں کسی مچھر اور مکھی کا خون بھی نہیں بہایا جا سکتا وہاں ان جہلاء کے بے رحم ہاتھوں سے میرا خون بھی نہیں بہنا چاہیئے، بہر حال تقدیر آپ کو اس وادی میں کھینچ کر لے آئی جسے دنیا میدان کربلا کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یہاں پہنچ کر بھی آپ کا ارادہ جنگ کا نہ تھا۔ آپ کے ساتھ کل ۷۲ نفوس تھے اور مقابلہ میں ایک کثیر فوج موجود تھی۔ اب آپ کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک اقرار کا دوسرا انکار کا، اگر اقرار کرتے ہیں، تو [illegible] ہیں اور اگر انکار کرتے ہیں تو پھر اس عالم بے سروسامانی میں دشمن کا وار روکنے کے لئے دفاعی جنگ لڑنا پڑتی ہے۔ بالآخر آپ نے باطل کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے اکابر و اسلاف کے اسوہ پر چلتے ہوئے راہ حق میں بمعہ آل رسولؐ قربانی کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ قیامت تک آنے والے بندگانِ حق کو ڈنکے کی چوٹ بتا دیا جائے کہ "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"۔ پانی پہلے ہی سے بند کر دیا گیا تھا۔ سخت گرمی اور عرب کی تپتی ہوئی ریت اور اس کے ساتھ ساتھ بھوک اور پیاس اور اس پر طرہ یہ کہ دشمن آپ کے وجودِ مسعود کو ختم کرنے کا ارادۂ بد رکھتا ہے لیکن حضرت عالی مقام ان مصائب و آلام کی گھنگھور گھٹاؤں میں بھی مالکِ حقیقی کے ساتھ لَو لگائے اُس کے احکامات کو فراموش نہیں کرتے۔ پانی کی نایابی کے باوجود تیمم سے نمازِ عشق ادا کی ایک موقع پر جب آپ نے اپنے لختِ جگر نورِ چشم علی اکبر جو خون میں غسل کر کے طہارت ابدی حاصل کر چکے تھے۔ ان کے سر کو اپنے زانو پر رکھا تاکہ آخری بار اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں۔ دفعتاً آپ نے دیکھا کہ آپ کی ہمشیرہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدان میں آ رہی ہیں۔ آپ نے فوراً بہن کو خیمہ میں پردہ کی جگہ پہنچایا۔ اس ہولناک وقت بھی حضرت امام حسینؓ کے یہ امور ثابت کرتے ہیں کہ آپ کا مقصود اعلاء کلمۃ الحق تھا اور سختی کے ساتھ پابندی کر کے یہ دکھلانا مطلوب تھا کہ اتباعِ قرآن و سنت یہ ہے کہ کسی حال میں بھی اطاعتِ الٰہی سے منہ نہ موڑا جائے۔

وہ کیسی دلخراش جگر پاش گھڑی تھی جب امام عالی مقام کا تر و تازہ گلستان آپ کی آنکھوں کے سامنے بیابان میں تبدیل کیا گیا، زبان نے اُف تک نہ کی، لبوں کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور پائے صبر و رضا میں کوئی لغزش نہ آئی۔ سارا کنبہ آنکھوں کے سامنے کٹ گیا، اس پر بھی باطل کے سامنے سر نہ جھکانا بلکہ حق ہی کا پرچم بلند رکھنا اور جان کی بازی لگا دینا یہ صرف اُسی ہستی کا فعل ہو سکتا ہے جس کا جینا اور مرنا صرف اور صرف حق کے لئے ہو ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ظاہر پرستوں کے نزدیک اس لڑائی میں یزیدی لشکر کو فتح ہوئی اور حضرت حسینؓ کو شکست، مگر یہ خیال قطعی غلط ہے۔ در اصل اس معرکۂ حق و باطل میں حقیقی فتح حضرت حسینؓ کی ہوئی۔ اگرچہ اس میں شک نہیں، کہ آپ کے معصوم بچوں کو سخت پیاس کی حالت میں بھی پانی کا ایک قطرہ تک میسّر نہ آسکا، اُن کے تمام عزیز اور رفقاء ایک ایک کر کے خاک و خون میں تڑپائے گئے، خود اُن کا سر مبارک بھی تن سے جدا کیا گیا مگر اس کے باوجود یہی کہنا پڑتا ہے کہ حقیقی معنوں میں کامیابی و کامرانی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم تر مقاصد کو حاصل ہوئی جنہوں نے حق کی راہ میں سر تو دے دیا مگر باطل کے سامنے جھکنے کا تصور تک گناہ عظیم سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام نامی اسم گرامی آج تک زندہ و تابندہ ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ تا قیامت رہے گا

وادیٔ کربلا سے دوستو یہ پیغام آتا ہے
کہ مومن سر بکف ہو کر خدا کے کام آتا ہے
حسینؓ ابنِ علیؓ تم راہِ حق پہ ہو گئے قربان
اسی سے مومنوں کے لب پہ تمہارا نام آتا ہے

حضرت امام حسینؓ کے واقعہ شہادت میں استبداد شکنی، قیامِ جمہوریت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جو عظیم بصیرتیں موجود ہیں اُن کی یاد ہمیں ہمیشہ تازہ رکھنی چاہیئے۔ اس شہادت نے دین کا عملی سبق پڑھا دیا اس شہادت نے حق اور باطل کے درمیان ایک ایسی حدِ فاصل اور سدِّ فارق قائم کر دی جو کسی یاجوج صفت کے گرانے سے گر نہیں سکتی۔ (باقی ص ۱۵ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جمعہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ

مطابق

یکم فروری ۱۹۷۴ء

شمارہ ۴

جلد ۱۷

قیمت ۵۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ ۲۵/۰ روپے

ششماہی ۱۳/۰ "

سہ ماہی ۷/۰ "

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵

سرپرست

حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر

زاہد الراشدی

کانفرنس سازشوں کے گرداب میں

مسلم سربراہ کانفرنس کے بارے میں اپنے جذبات، تاثرات اور توقعات کا اظہار ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ یہ گذارشات عالم اسلام کے قائدین تک پہنچیں اور مسلم سربراہ کانفرنس اسلام کی سربلندی و نفاذ اور عالم اسلام کے اتحاد و ترقی کے لئے صحیح طور پر کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کر سکے۔ اس وقت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں کچھ امور کی طرف اپنی حکومت کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔

یہ اعزاز اسلامیانِ پاکستان کے لئے باعثِ صد افتخار ہے کہ اس عظیم کانفرنس کی میزبانی کا شرف پاکستان کو حاصل ہو رہا ہے اور دنیائے اسلام کے قائدین ملت اسلامیہ کے مسائل پر غور و خوض کے لئے ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سعادت ہمارے لئے موجب مسرت و انبساط ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں ان ذمہ داریوں کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے جو اس عظیم کانفرنس کی کامیابی پاکستان کے وقار کے تحفظ اور معزز مہمانوں کے شایانِ شان خیر مقدم کے لئے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔

ایسے مواقع پر بظاہر معمولی سی باتیں بھی بسا اوقات بڑی بڑی غلط فہمیوں کا باعث بن جاتی ہیں اور وقتی بے احتیاطی کے بد نتائج انتہائی خطرناک حالات کو جنم دے سکتے ہیں۔ اس لئے پوری احتیاط اور توجہ کے ساتھ کانفرنس کے انتظامات اور اس کے ماحول کا اس انداز سے جائزہ لینا چاہیئے کہ کوئی پہلو ایسا نہ باقی رہ جائے جو کانفرنس کی کامیابی یا پاکستان کے قومی وقار پر اثر انداز ہو سکتا ہو۔

یہ گذارشات ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ کانفرنس کے انتظامات اور اس سے قبل ملک کی ذہنی فضا کو ہموار کرنے کے سلسلے میں کچھ ایسی باتیں سامنے آئی ہیں، جن کے بارے میں ہم پوری دیانتداری کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے کانفرنس کے ماحول پر کچھ اچھا اثر نہیں پڑے گا اور یہ باتیں ہمارے لئے نیک نامی کے بجائے مسلم قائدین کو پاکستان سے بدظن کرنے کا موجب بن سکتی ہیں۔

مثلاً یہ اڑتی سی خبر کہ مسلم قائدین کی ضیافت کے لئے لاہور کے مشہور "شیزان ہوٹل" کو ٹھیکہ دیا جا رہا ہے جو قادیانیوں کا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر یہ بات درست ہے تو اسے کانفرنس کو سبوتاژ کرنیکی سازش کے سوا اور کوئی عنوان نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے کہ قادیانیوں کے بارے میں عرب عوام اور قائدین کے جذبات مخفی نہیں۔ سعودی عرب، مصر، شام اور لیبیا میں قادیانی جماعت صرف اس لئے خلاف قانون ہے کہ ان ممالک کے عوام اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں کہ قادیانی ٹولہ استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے اور عالم اسلام میں استعمار کے لئے جاسوسی کے فرائض انجام دے رہا ہے نیز حیفہ اسرائیل میں قادیانی سنٹر بھی عرب راہنماؤں کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ ان حالات میں ایک قادیانی ہوٹل کے ذریعہ مسلم سربراہوں کی ضیافت کا اہتمام انتہائی معنی خیز ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا شاہ فیصل، صدر سادات، صدر حافظ الاسد اور کرنل قذافی اس صورت حال پر خوش ہوں گے۔ اور کیا شیزان ہوٹل اتنی عظیم کانفرنس میں رازداری کے تقاضوں کے لئے چیلنج ثابت نہ ہوگا؟

اسی طرح حکومت کا یہ اعلان بھی محل نظر ہے کہ اس کانفرنس کے موقع پر مسلم سربراہوں کو "عوامی میلہ" دکھایا جائے گا، کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ عالم اسلام کے اہم مسائل پر غور و خوض کی خاطر جمع ہونے والے مسلم سربراہوں کا قیمتی وقت ہم بھنگڑے اور ناچ گانے میں ضائع کرینگے۔ اور یہ بتائیں گے کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ دنیائے اسلام شدید کرب و ابتلاء کی کیفیت سے دوچار ہے، ہماری عزمستیوں اور رنگ رلیوں میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس کے علاوہ ہم اس تاثر کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلم سربراہ کانفرنس سے قبل پاکستان کے کثیر الاشاعت ماہنامہ اردو ڈائجسٹ میں عالم اسلام کے بطل جلیل اور عربوں کے محبوب قائد جمال عبدالناصرؒ کے خلاف بے بنیاد الزامات پر مشتمل سلسلہ وار مضامین کا آغاز بھی کانفرنس کے خلاف کسی سازش کی کڑی ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ ماہنامہ السعودیہ، قبل بھی عرب کاز اور مرحوم ناصرؒ کے خلاف ہرزہ سرائی کی ایک مہم میں علماء حق اور عرب دوست عوام کے ہاتھوں منہ کی کھا چکا ہے اور اب پھر اس کی طرف سے مسلم سربراہ کانفرنس کے موقع پر اس مذموم مہم کا آغاز خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ ہم حکومت سے گذارش کرینگے کہ ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے کانفرنس کے انتظامات اور اس سے قبل رائے عامہ کی بیداری کیلئے قومی پریس کے کردار کا بھرپور جائزہ لیا جائے اور اس سلسلہ میں تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ پوری قوم اجتماعی طور پر اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ (۲۴ جنوری)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

یوم عاشوراء

(از امام اہل السنۃ مولانا عبدالشکور لکھنوی ؒ)

بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ عاشوراء اور عاشوراء کے دن کی تمام تر فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اس دن سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ جاہلوں کے یہ خیال اس قبیح رسم کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں جواب کچھ دنوں سے ہندوستان کے چپہ چپہ پر بلا رد و کد عمل میں آرہی ہے۔

عاشوراء کا دن نہ صرف اسلام میں قابل عظمت و جلال کا دن مانا گیا ہے بلکہ امم سابقہ میں بھی یہ دن بہت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہود و نصاریٰ بھی اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کان یوم عاشوراء یوم یعظم الیہود و تتخذہ عیدا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم۔

عاشوراء کے دن کی یہود بہت عظمت کرتے تھے اور اس دن عید مناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر) مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی روزہ رکھو۔

ایک روایت میں ہے۔

کان اہل خیبر یصومون یوم عاشوراء و تتخذونہ عیدا و یلبسون نساءھم حلیھم و شیابھم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصوموہ انتم۔

عاشوراء کے دن اہل خیبر (یہودی) روزہ رکھا کرتے تھے اور عید مناتے تھے، اور اپنی عورتوں کو عمدہ عمدہ زیور اور پوشاکیں پہناتے تھے (ان باتوں کو دیکھ کر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی روزہ رکھا کرو۔

یہود و نصاریٰ کے یہاں اس دن کی اس لئے عظمت نہیں ہوتی تھی کہ محض ان کے آباؤ اجداد نے اس کو خوشی کا دن مقرر کر دیا تھا، بلکہ وہ لوگ اس لیئے اس دن کی تعظیم کرتے تھے کہ اس دن اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے پنجۂ ظلم سے نجات دی تھی اور اشقی فرعون معہ اپنے لشکر کے دریا میں غرق کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد)

قریش بھی اس دن کو بہت متبرک خیال کرتے تھے کیونکہ آج ہی کے روز کعبہ مکرمہ کی پوشش ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

اور روایتوں میں بھی وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز حضرت آدم کی دعا قبول فرمائی۔ ابوالعرب ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی دن پیدا ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور آپ نے یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو آپ نے پوچھا یہ روزہ کیوں رکھتے ہو، لوگوں نے عرض کیا اس دن حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی اور وہ مع تمام اپنی ذریت کے غرق ہو گیا...... تو موسیٰ علیہ السلام نے تشکر میں روزہ رکھا تھا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔

انا احق بموسیٰ منکم۔ میں تمہاری بہ نسبت موسیٰ کا زیادہ حقدار ہوں۔

اسلام نے جب کسی دن یا رات کو لائق عظمت و احترام اور مسرت کرنے کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ کسی نہ کسی عبادت کو ضرور منسلک کر دیا ہے۔ جمعہ کو یوم عید قرار دیا تو اس میں غسل و تزئین کے ساتھ ساتھ ایک نماز بھی فرض کر دی، عیدالفطر اور عید اضحیٰ میں اگر ایک طرف تجمل و تزئین کی اجازت دی تو ایک نماز بھی واجب کر دی، لیلۃ القدر کو معظم و محترم قرار دیا تو اس میں عبادت کو شامل کر دیا۔ ایسے ہی عاشوراء کے دن کو افضل الایام بعد الرمضان کا طرہ امتیاز عطا کیا تو اس میں بھی روزہ رکھنے کو مسنون فرمایا۔

جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے اس وقت تک عاشورے کا روزہ فرض تھا۔ مگر صوم رمضان کی فرضیت کے بعد عاشوراء ساقط ہو گئی۔ مگر سنت اب بھی ہے اور اس کے بڑے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال افضل الصیام بعد شہر رمضان شہر اللہ المحرم۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے روزوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال صیام عاشوراء انی احتسب علے اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ۔ (ترمذی)

عاشورا کے روزہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ سال گذشتہ گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

محدثین لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے صغائر کا معاف ہوجانا تو یقینی ہے اور کبائر گناہوں کی بھی امید رکھنا چاہیئے۔

چونکہ یہ روزہ یہود و نصاریٰ میں رائج تھا۔ لہٰذا تشبہ بالکفار سے بچنے کے لئے حضور ؐ نے فرمایا تھا۔

لئن بقیت الی قابل لا صومن التاسع۔

اگر میں سال آئیندہ زندہ رہا تو نویں تاریخ بھی روزہ رکھونگا مگر سال آئیندہ تک آپ کی حیات شریف ہی نے وفا نہ کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ یہود کی مشابہت سے بچنے کے لیئے جو شخص عاشوراء کے روزہ کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ ایک روزہ اس کے ساتھ اور ملائے خواہ نویں کا یا گیارھویں کا۔ نویں تاریخ کا روزہ افضل ہے۔

حضرت عطاء بن سائب سے روایت ہے۔

قال سمعت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما یقول صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیہود۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نویں اور دسویں (محرم) تاریخ کو رکھا کرو اور یہود کی مخالفت کیا کرو۔

واضح رہے کہ حضرت فخر الانبیاء کی شریعت قادسہ نے اس دن کے لیئے دو اور صرف دو کام تجویز کیے ہیں۔ اول روزہ دوسرے توسیع علی العیال

روزہ کا حکم جن روایات میں ہے وہ نہایت اعلیٰ اور موثق ہیں اکابر صحابہ اور خود حضور کا عمل ثابت ہے توسیع علی العیال۔

حافظ الاسلام زین الدین عراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں:

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من وسع علے عیالہ واھلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل و عیال کے کھانے پینے وغیرہ میں وسعت دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال وسعت دیتا رہے گا۔

توسیع کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں۔ ان کی بابت محدثین کا اختلاف ہے بعض موضوع کہتے ہیں۔ بعض حسن، ابن حبان وغیرہ حسن فرماتے ہیں ابن جوزی اور ابن تیمیہ، ابن قیم وغیرہ موضوع کہنے والوں میں ہیں۔ مگر تحقیق یہ ہے ان روایات کا رتبہ حسن لغیرہ سے کم نہیں ہے اور حسن لغیرہ حجت ہے (ماثبت بالسنۃ) ان دو اعمال کے علاوہ چونکہ اس تاریخ میں فرزندان رسول خاندان زہرا ؓ پر قیامت خیز واقعہ بھی پیش آیا ہے اس لیے موافق احادیث کہ جب کوئی مصیبت پیش آئے یا یاد آئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا چاہیئے۔ لہٰذا اس دن ایک عمل یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اس دن استرجاع کا زیادہ ورد کرے

محرم میں عاشوراء ہونے کے علاوہ بھی خود بہت فضیلت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک بہت حدیث مروی ہے سید الاشھر محرم۔ اور حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔

قال من صام ثلثۃ ایام من شھر الحرام الخمیس والجمعۃ والسبت کتب لہ عبادۃ سنتین۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں جو شخص محرم میں جمعرات، جمعہ اور شنبہ کو روزہ رکھے اس کے لیے دو سال کی عبادتیں لکھی جاویں گی۔

اشفاق احمد ہاشمی مظفر آباد

مسلم سربراہ کانفرنس اور مسئلۂ کشمیر

کشمیر کو صوبائی درجہ دینے کی تجویز اور کشمیری راہنماؤں کا نقطۂ نظر

اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کی نگاہیں فروری کے آخری عشرہ میں لاہور میں انعقاد پذیر ہونے والی مسلم سربراہ کانفرنس کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ مسلم سربراہان مملکت مقامات مقدسہ کی بازیابی، فلسطینیوں کے حقوق کی بحالی، فلپائن کے مسلمانوں کا قتل عام رکوانے اریٹیریا کے مجاہدین کی حمایت، کشمیریوں کے حقِ خودارادی کے حصول اور مسلمانوں میں عالمگیر سیاسی اور ذہنی وحدت کے قیام کے لئے کیا لائحہ عمل اور مشترکہ پالیسی اختیار کرتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس اس اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ ایسے حالات میں منعقد ہو رہی ہے جب استعماری قوتیں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں اس بات پر صرف کر رہی ہیں کہ عالم اسلام میں اتحاد، یگانگت اور یکجہتی کے لئے کی جانے والی کوششوں میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں اور مسلمان ممالک کے درمیان پائے جانے والے اتحاد و اخوت کی فضا ختم کی جائے۔ ایسے میں جب کہ ایک طرف امریکی نائب صدر تیل پیدا کرنے والے ممالک کو دھمکا رہے ہیں۔ دوسری جانب عرب ممالک کے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کرنے کا امریکی منصوبہ ناکام ہو چکا ہے۔ جنوب ایشیا کے ایک مسلم ملک کو مغربی سامراج کی طرف سے دوسرے ہمسایہ مسلم ملک کے داخلی امور میں مداخلت کے لئے تیار کیا جا رہا ہے تو مسلمان سربراہان کے درمیان گفت و شنید اور باہمی مشورے کی ضرورت محتاج وضاحت نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ قومی سطح پر اس کانفرنس کے انعقاد کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں، افراد، طلبا، وکلاء کی طرف سے حکومت کے اقدام کو سراہا گیا اور اس کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ ابھی تک کانفرنس کا ایجنڈا منظر عام پر نہیں آیا۔ اس لئے وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ کانفرنس میں کیا مسائل زیر بحث آئیں گے۔ تاہم یہ کانفرنس مسلمانوں میں معاونت و اتحاد کی ایک نئی روح پھونک دے گی۔ اور اس کے نتائج بڑے دوررس ہوں گے۔

گذشتہ ہفتے مظفر آباد میں آزاد کشمیر کے سابق صدر مسٹر کے ایچ خورشید نے ایک پریس کانفرنس کے دوران یہ تجویز پیش کی کہ لاہور میں مجوزہ اسلامی کانفرنس میں مسئلہ کشمیر پر بحث کی جائے۔ ہمارے خیال میں مسٹر خورشید کی یہ تجویز نہ صرف ہر لحاظ سے معقول اور صحیح بلکہ کشمیری عوام کے جذبات و احساسات کی بہترین ترجمان ہے۔ کیونکہ اس سے عالم اسلام میں مسئلہ کشمیر کی اہمیت اور صحیح خدوخال واضح ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان سربراہوں کو اس کی نزاکت اور انسانی حیثیت کا احساس ہوگا۔

ہم سمجھتے ہیں اگر کشمیری راہنماؤں اور تحریک آزادی سے وابستہ لوگوں پر مشتمل ایک کشمیری وفد اس کانفرنس میں بطور مبصر شامل کر لیا جائے تو یہ نہایت مستحسن اقدام ہوگا۔ اس سے کشمیر کی وحدت کا تصور بھی اجاگر ہوگا۔ اور کشمیری عوام کی نمائندگی کی رسم بھی پوری ہو جائے گی۔

یہ حقیقت مہر نیم روز کی مانند عیاں ہو چکی ہے کہ عالم انسانیت کے ان مسائل میں سے جو عالمی امن کو تہہ و بالا کرتے رہتے ہیں۔ ایک اہم مسئلہ ریاست جموں و کشمیر کے عوام کے لیے حق خودارادی کے حصول کا ہے جو پچھلے ۲۷ برس میں ایک سے زیادہ مرتبہ برصغیر پاک و ہند میں جنگ کا سبب بن چکا ہے اور جب تک کشمیری عوام کے حقِ ارادیت کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور کشمیری عوام کو آزادانہ رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں دیا جاتا برصغیر میں پائیدار امن کا کوئی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ کشمیر اپنی سنگینی، نزاکت اور انسانی لحاظ سے مسئلہ فلسطین سے کم بھیانک اور المناک نہیں۔ فلسطینی مہاجرین کی طرح کشمیری مہاجرین بھی لاکھوں کی تعداد میں پاکستان میں کھلے آسمان تلے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ جنہیں بھارتی سامراج نے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ فلسطینی حریت پسندوں کی طرح آج بھی مقبوضہ کشمیر میں مادر وطن کے ہزاروں بیٹے دار و گیر کی صعوبتوں کا شکار ہیں ان کا مال و متاع اور جائدادیں لوٹ لی گئی ہیں۔ آج جب کہ مسئلہ فلسطین "مشرق اوسط" میں ایک سنگین اور خوفناک بحران کی شکل اختیار کر چکا ہے اور عالمی سطح پر اس کی اہمیت کو محسوس کیا جانے لگا ہے تو بڑی طاقتوں کو اسی نوعیت کے دوسرے مسائل کی طرف بھی توجہ دینا چاہئے: ورنہ یہ خدشہ ہے کہ ایک دن کشمیر کا مسئلہ بھی ایسے بحران کی شکل اختیار کر جائے گا جو پورے برصغیر کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔

لیکن تحریک آزادی کشمیر کا یہ پہلو نہایت تاریک اور مایوس کن ہے کہ خطہ متارکہ جنگ کے دونوں طرف کے مفاد پرست اور کوتاہ اندیش لیڈروں نے اس مسئلہ کو ذاتی منفعت کے حصول کی خاطر استعمال کیا۔ جنگ بندی لائن کے اس پار آزادی کے متوالوں سے انسانیت سوز اور وحشت ناک سلوک روا رکھا گیا تو دوسری طرف تحریک آزادی کشمیر کو بلند بانگ دعوؤں میں ڈبو دیا گیا۔ مگر غاصب یحیٰی خاں کے دور میں جب دو کشمیری حریت پسندوں نے اپنی تحریک کو عالمی رخ دینے کے لئے بھارتی طیارہ گنگا کو اغوا کر کے لاہور میں جلا دیا تو پاکستانی مفاد پرست غدار جرنیلوں کے ٹولے نے ان کشمیری حریت پسندوں اور ان کے ساتھیوں پر جو مظالم ڈھائے اس سے ہر شریف و شائستہ پاکستانی کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔ بلاشبہ پاکستانی اور کشمیری عوام جن مذہبی اور قومی رشتوں میں منسلک ہیں وہ کسی حادثے یا ہنگامے سے ختم نہیں ہو جاتے۔ تاہم کشمیری حریت پسندوں پر وحشت ناک تشدد نے نئی نسل کو یہ احساس دلا دیا ہے کہ کشمیری ایک قوم ہیں اور انہیں اپنی قسمت کا فیصلہ خود اپنے عزم اور حوصلے سے کرنا ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ نومبر میں وزیراعظم پاکستان نے جب میرپور میں کشمیر کی انتظامی حیثیت کے بارے میں لب کشائی کرنے کی کوشش کی تو وہاں نوجوانوں نے ایک حل، ایک امنگ۔ گوریلا جنگ۔۔۔۔ گوریلا جنگ کے نعرے لگائے اور اسی طرح دیگر کئی مقامات پر "کاشر ولیس" کے نعرے لگائے۔ "گو کاشر ولیس" کا نعرہ ایک فطری اور جذباتی ردِ عمل کے تحت تھا تاہم کشمیر کے لوگوں میں بتدریج یہ بات اثر پذیر ہو رہی ہے کہ خود مختار کشمیر بھی مسئلہ کشمیر کا ایک حل ہے۔

پاکستانی وزیراعظم مسٹر بھٹو نے اپنے دورۂ کشمیر کے موقعہ پر بڑی عیاری اور فراست سے کشمیری راہنماؤں کو دعوت دی کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل اور کشمیر کی انتظامی حیثیت کے بارے میں متفقہ فارمولا پیش کریں۔ در اصل مسٹر بھٹو نے کشمیر راہنماؤں کو ایک پیچیدہ صورت حال سے دوچار کر دیا اور انہیں ایسے دوراہے پر لا کھڑا کیا جہاں ایک راستہ قربانی، ایثار، جرأت کا ہے اور دوسرا خود غرضی ہوسِ اقتدار اور لالچ کا۔ اب وقت اور حالات ہی بتائیں گے کہ کون ہوسِ اقتدار سے دامن جھاڑ کے میدان جہد عمل میں آتا ہے اور کون مسئلہ کشمیر کے نام کو اقتدار کے حصول کے لئے استعمال کرتا ہے۔

اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی تجویز کو کشمیر عوام نے بڑی جرأت و ہمت سے مسترد کر دیا ہے اور اس تجویز کے خلاف کشمیری نوجوان نسل کا ردِ عمل کافی شدید ہے۔

آزاد کشمیر کی حکمران مسلم کانفرنس کے قریبی ذرائع کے مطابق مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل نے گذشتہ ماہ راولپنڈی میں اپنے اجلاس میں اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا تاہم مسلم کانفرنس کی طرف سے اس بارے میں کوئی اور غیر مبہم اعلان جاری نہیں ہوا۔ مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل نے صدرِ حکومت سردار عبدالقیوم اور مسلم کانفرنس کے صدر سردار ابراہیم کو یہ اختیار بھی دیا کہ وہ مسلم کانفرنس کی طرف سے وزیراعظم پاکستان اور کشمیری راہنماؤں سے بات چیت کرنے کے مجاز ہیں۔

سردار عبدالقیوم خاں جو خود کو تحریک تکمیل پاکستان کا علمبردار کہلاتے ہیں

(باقی صـ ۱۱)

زاہد الراشدی

جماعتی قائدین اور کارکنوں کے ساتھ



دن

ترجمان اسلام میں اعلان ہو چکا تھا اور احباب کو خطوط بھی لکھے جا چکے تھے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق ۷ر جنوری کو گکھڑ سے روانہ ہو کر عشاء کی نماز کے قریب ٹیکسلا پہنچا۔ انجمن شبان اسلام کے دفتر میں جماعتی احباب اور ترجمان اسلام کے ایجنٹ حضرات گرد و نواح سے جمع تھے۔ جماعتی مسائل پر گفتگو کے علاوہ ترجمان اسلام کا معیار بلند کرنے اور اس کی اشاعت کو وسیع تر کرنے کے سلسلہ میں تبادلہ خیالات ہوا۔ کچھ مفید باتیں سامنے آئیں۔

۸ر جنوری کو صبح ٹیکسلا سے روانہ ہوا۔ کچھ دیر کیمل پور میں ٹھہرنے کے بعد جنڈ تک ریل کار پر اور وہاں سے کوہاٹ تک بس پر سفر کیا۔ مدرسہ تعلیم القرآن کوہاٹ جب پہنچا تو عشاء کی نماز ہو چکی تھی۔ محترم جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب پراچہ کے ہاں قیام تھا۔ حاجی صاحب پرانے قومی کارکن اور علماء حق سے وابستہ ہیں۔ کوہاٹ میں مدنی فکر کی آبیاری اور علم دین کی اشاعت میں ان کے خاندان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنما جناب جاوید پراچہ حاجی صاحب کے ہی فرزند ہیں۔ رات کافی دیر تک محترم حاجی صاحب سے جمعیۃ کے تنظیمی امور اور ترجمان اسلام کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور حاجی صاحب نے مفید مشوروں سے نوازا۔

۹ر جنوری کی صبح ہنگو گیا۔ جمعیۃ ضلع کوہاٹ کے امیر جناب حافظ فخر الاسلام صاحب سے ملاقات کا قصد تھا، کافی دیر تلاش کے بعد مولانا محمد رفیق صاحب سے ملا انہیں حاضری کے مقصد سے آگاہ کیا۔ وہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ امیر ضلع کے لئے تحریری پیغام مولانا محمد رفیق کے حوالے کیا اور واپسی کے لئے اڈہ پر پہنچا تو محترم حافظ فخر الاسلام صاحب سے بھی سر راہے ملاقات ہو گئی۔ ہنگو سے روانہ ہو کر عصر کے وقت پشاور پہنچ گیا۔ صوبائی دفتر عید الاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے بند تھا۔ جمعیۃ کے مخلص کارکن جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دفتر کی چابیاں انہی کے پاس تھیں رات دفتر میں قیام کیا۔ محترم جناب عبد العزیز صاحب جناب نصر الدین جان اعوان صاحب اور جناب فضل دین صاحب کو معلوم ہوا تو وہ بھی تشریف لائے۔ رات کافی دیر تک ان کے ساتھ مختلف امور پر بات چیت ہوتی رہی

۱۰ر جنوری کو صبح بھانا ماڑی میں محترم جناب ڈاکٹر فدا حسین صاحب سے ملاقات کی۔ اتفاق سے حضرت الامیر مولانا محمد ایوب جنوری مدظلہ بھی وہیں تشریف لائے۔ ان سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا اور کچھ ترجمان اسلام کے بارے میں گفتگو بھی ہوئی۔ دونوں بزرگوں نے متعدد تجاویز پیش فرمائیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ترجمان اسلام کے قلمی معاون جناب حق نواز خاں خلیل سے ملاقات کی۔ اور عازم مردان ہوا۔ مردان پہنچ کر دفتر کا رخ کیا تو وہ بند تھا۔ معلوم ہوا کہ صوابی کے ضمنی الیکشن کے باعث جماعتی احباب مصروف ہیں۔ شاید ضلعی دفتر میں کوئی ساتھی مل جائے۔ اس خیال سے ضلعی دفتر کی تلاش شروع کی۔ تلاش کا یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ کسی نے بتایا کہ کلپانی پل سے اس پار دفتر ہے۔ مگر کلپانی پل تک پہنچتے پہنچتے اس تلاش نے پنجابی محاورہ کے مطابق مجھے "کھلیا" دیا تھا۔ پل پار کیا، چلتے چلتے راستہ میں کسی سے دفتر کا پتہ پوچھ لینے کے ارادہ سے ایک دکان پر بیٹھے ہوئے بزرگ کے پاس پہنچا تو ان کے پاس ترجمان اسلام کا پرچہ دیکھ کر دل کو ڈھارس بندھی۔ یہ ضلعی جمعیۃ کے سالار مولانا فضل کریم تھے۔ جن سے ملاقات اور تعارف ایک اتفاقی امر تھا۔ ان کی معیت میں ضلعی دفتر گیا تو وہ بھی بند تھا۔ لاچار انہی کو حاضری کے مقصد سے آگاہ کر کے سخاکوٹ کو چل دیا۔ سخاکوٹ حاضری کا پروگرام پہلے سے تھا۔ حضرت مولانا نافع گل صاحبؒ کے وصال کی خبر سن کر ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ عصر کے وقت وہاں پہنچا۔ حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضری دی۔ وہیں نوشہرہ کے مولانا مجاہد صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ان کے ساتھ حضرت مولانا نافع گل صاحبؒ کی قبر پر آیا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور واپسی کے لئے مغرب سے قبل شیر گڑھ پہنچ گیا۔ رات دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں قیام کا ارادہ تھا۔ مگر جب پہنچا تو کافی دیر ہو چکی تھی۔ تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے ابتداءً کچھ پریشانی بھی ہوئی۔ مگر بلوچستانی طلباء نے کسی ابتدائی جان پہچان کے بغیر یہ پریشانی دور کر دی۔ رات پھر انہی کا مہمان رہا اور جب کچھ دیر کے بعد ان کو کسی طرح پتہ چل گیا تو بے حد خوش ہوئے مولوی عبد النافع صاحب مولوی محمد انور صاحب اور ان کے رفقاء نے بڑی خدمت کی اور کافی دیر تک بلوچستان میں عوام پر حکومت کے مظالم کے بارے میں تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرتے رہے۔

۱۱ر جنوری کو صبح نماز کے بعد اکوڑہ سے روانہ ہو کر جمعہ کے وقت مانسہرہ پہنچا۔ جمعہ مرکزی جامع مسجد میں ادا کیا حضرت مولانا عبد اللہ خالد صاحب خطیب جامع مسجد سے ملاقات ہوئی اور اس کے بعد رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے کورے حاجی آباد چلا گیا۔

۱۲ر جنوری کو ایبٹ آباد ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں جمعیۃ کا ضلعی کنونشن تھا۔ کنونشن میں شرکت کی خاطر ایبٹ آباد جانے کے لئے حاجی آباد اڈہ پر پہنچا تو پتہ چلا کہ صوبہ سرحد کی سوا درجن ارکان پر مشتمل کابینہ میں تعلیمی اعتبار سے سب سے سینئر وزیر جناب حق نواز خاں کا ورود مسعود ہونے والا ہے۔ تھوڑی دیر میں وزیر صاحب تشریف لائے تو بچوں جوانوں اور بوڑھوں سمیت $\frac{35}{40}$ افراد کے "جم غفیر" نے ان کا شاندار خیر مقدم کیا۔ حق نواز صاحب جو جمعیۃ کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے اور مفتی صاحب کی کابینہ میں وزیر رہ چکے ہیں۔ اب ماشاء اللہ چشم بد دور شکل و صورت کے اعتبار سے بھی "عوامی" بن چکے ہیں اور وزیر قانون ہونے کی نسبت سے انہوں نے وفاقی وزیر قانون کی وضع قطع کی سنت بھی پوری طرح اپنا لی ہے۔ یہی حق نواز کبھی مفتی کابینہ کے وزیر کی حیثیت سے یہاں آتے تھے۔ تو علاقہ بھر کے عوام دیدہ و دل فرش راہ کرتے تھے۔ مگر اب گنڈاپور کے کھونٹے سے بندھے ہیں، تو $\frac{35}{40}$ افراد کا ہجوم بھی غنیمت ہے۔ اے کاش وہ اب بھی سمجھ جائیں۔

اس کے بعد ایبٹ آباد پہنچا، اچھڑیاں کے مولانا محمد معین صاحب اور میرے ماموں قاری محمد امین صاحب بھی ہمراہ تھے۔ ڈسٹرکٹ کونسل ہال پہنچے تو وہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ہال میں ۶۰۰ کے قریب نشستوں کی گنجائش تھی، ہمیں بڑی مشکل سے ایک صاحب نے جگہ بنا کر دی۔ لوگ کھڑے بھی تھے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ اپنے مخصوص انداز میں قومی و جماعتی مسائل پر روشنی ڈال رہے تھے۔ خطاب مکمل ہوا اور دعا پر کنونشن ختم ہوا تو کارکنوں نے مفتی صاحب کو گھیرے میں لے لیا۔ بڑی مشکل سے ان تک رسائی ہوئی۔ سلام دعا کے بعد پروگرام کے بارے میں دریافت کیا تو ساتھ چلنے کی بات ہو گئی۔ وہاں سے ایک جماعتی بزرگ کی قیامگاہ پر پہنچے۔ کھانا انہی کے ہاں تھا۔ حضرت مولانا عبد الحی صاحب حضرت مولانا قاضی محمد نواز صاحب، حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور دیگر حضرات سے بھی ملاقات ہو گئی۔ خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کے اخلاص کی وجہ سے کارکنوں کی جد و جہد کو ضائع ہونے سے بچا لیا ہے۔ جمعیۃ میں مارشل لاء نافذ کر کے سربراہی کا منصب سنبھالنے کے دعویدار اس اپنے ضلع میں بھی جمعیۃ کی افرادی قوت کے لئے چیلنج نہ بن سکے۔ جماعتی حلقہ کو محفوظ رکھنے میں جناب مولانا فقیر محمد خاں صاحب بسگرام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مانسہرہ اور حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد کی توجہات خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر حضرت قائد محترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نائب امیر صوبائی جمعیۃ بلوچستان، راقم الحروف اور مفتی صاحب کے ڈرائیور سعید شاہ صاحب پر مشتمل قافلہ نوشہرہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ مغرب سے قبل محترم جناب حاجی شیر افضل خاں صاحب کی قیامگاہ پر پہنچے۔ حاجی صاحب

(باقی ص ۱۲ پر)

تحریر - ضیاء الرحمٰن فاروقی کہروڑپکا

سیدنا عثمان ذی النورین رضؓ

جود و سخا کے پیکر، شرافت و حیا کا مجسمہ، صائم الدھر

آپ کا نام مبارک، عثمان اور لقب ذوالنورین تھا. نسب آپ کا پانچویں پشت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے. یعنی عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اولاد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک کی اولاد میں عثمان غنیؓ - اور آپ کی والدہ اروی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں ام حکیم بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں - یہ ام حکیم وہی ہیں جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں - غرض کہ آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتے تھے.

ولادت آپ کی واقعہ فیل کے چھ برس بعد ہوئی. حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رہنمائی سے مشرف بہ اسلام ہوئے حضرت فاروق اعظمؓ سے بہت پہلے اور حضرت عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ایک دن پہلے دولتِ ایمان حاصل فرمائی -

حالات قبل اسلام

آپ خاندان قریش کے باعزت لوگوں میں سے تھے. آپ نے اپنی ثروت اور سخاوت کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کی تھی. حیا کی صفت میں آپ بے مثل تھے. گھر کے اندر دروازہ بند کر کے نہانے کے لیے کپڑے اتارتے تھے. تو بھی کھڑے نہ ہوتے تھے. قبل اسلام بھی بت پرستی نہیں کی. اور شراب نہیں پی. اس صفت میں یہ اور حضرت صدیقؓ دونوں ممتاز تھے.

امام مظلوم کی امتیازی خصوصیات

جب حضرت صدیقؓ کی رہنمائی سے آپ مشرف باسلام ہوئے اور مسلمان ہو جانے کا علم کفار قریش کو ہوا تو بڑی اذیتیں آپ کو دی گئیں. ایک روز ان کے چچا حکم بن عاص نے آپ کو پکڑ کر رسی سے مضبوط باندھا اور کہا. کہ تم نے اپنے باپ دادا کا دین ترک کر کے نیا دین اختیار کر لیا ہے اللہ کی قسم میں تم کو نہ کھولوں گا، یہاں تک کہ تم نئے دین کو ترک کر دو. حضرت عثمانؓ نے جواب دیا. کہ خدا کی قسم اسلام کو کبھی ترک نہ کروں گا. آخرکار ظالم اپنے ظلم سے عاجز آ گئے. اور ان کو رہائی ملی. (تاریخ الخلفاء)

مسلمان ہوتے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہؓ کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا. اور جب کفار مکہ نے مسلمانوں کی ایذا رسانی پر کمر باندھی تو یہ معہ حضرت رقیہؓ کے ہجرت کر کے ملک حبش چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ سے فرمایا کہ عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے مع اپنے اہل بیت کے ہجرت کی.

جب حضرت رقیہؓ کی وفات ہو گئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اس کی بہن حضرت ام کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ سے کر دوں. پھر جب حضرت ام کلثومؓ کی بھی وفات ہو گئی. تو آپ نے فرمایا کہ اگر میری اور بھی بیٹی ہوتی تو میں حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا.

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مالی خدمت کی. اور خصوصی دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے حاصل کیں. ازاں جملہ آپ نے غزوۂ تبوک میں علاوہ اس کے جو سامان جہاد کے لیے دیا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لیئے کھانے کا سامان حاضر کیا. جو کئی اونٹوں پر لدا ہوا تھا. اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ "یا اللہ! عثمانؓ سے میں راضی ہوں. تو بھی اس سے راضی رہ!" اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا. کہ تم بھی عثمانؓ کے لیئے دعا کرو. چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب نے دعا مانگی.

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چار دن تک پے در پے فاقے پیش آ گئے اور آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بوجہ ضعف کے عجیب حالت ہو گئی. حضرت عثمانؓ کو اس کی خبر ہوئی. اور انہوں نے کئی بوریاں آٹے اور کئی بوریاں گیہوں اور کئی بوریاں چھواروں کی اور ایک بکری کا گوشت اور تین سو درہم بھیجے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ اس کے پکانے میں دیر ہو گئی. میں پکا ہوا کھانا بھی بھیجتا ہوں. چنانچہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کرا کے بھیجا. اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصی دعائیں دیں. اس قسم کی خدمات وقتاً فوقتاً ان سے ظہور میں آتی رہیں.

ایک مدت تک کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد رہی. اور وہ خدمت تھی جس کے انجام دینے والوں کی تعریف قرآن مجید میں آئی ہے. کتابت وحی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط لکھنا بھی ان کے ذمہ تھا.

آپ صائم الدھر تھے. سوائے ایام ممنوعہ کے کسی دن روزہ ناغہ نہ ہوتا تھا. جس روز شہید ہوئے اس دن بھی روزہ سے تھے.

صدقہ دینے خیرات کرنے میں تو گویا سب سے آگے تھے. ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنے کا معمول تھا. اور اگر کسی جمعہ کو غلام آزاد نہ ملتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے. آپ کی سخاوت و خیرات کے عجیب و غریب واقعات منقول ہیں.

مثلاً ایک مرتبہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں سخت قحط پڑا. تو لوگ بہت پریشان تھے. ایک روز حضرت صدیقؓ اکبر نے فرمایا کہ آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دور کر دے گا. چنانچہ حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے آئے اور مدینہ کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس خریداری کے لئے پہنچے. حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ اچھا ملک شام کی خریداری پر تم لوگ کس قدر نفع دو گے؟ تاجروں نے کہا. دس روپے پر بارہ روپے. حضرت عثمانؓ نے کہا. مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے. آخر ہوتے ہوتے تاجروں نے کہا جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے ہم اس کے پندرہ روپے دیں گے. حضرت عثمانؓ نے کہا. کہ اس سے بھی مجھے زیادہ ملتا ہے. تاجروں نے کہا. وہ زیادہ دینے والا کون شخص ہے؟ مدینہ کے تاجر ہم ہی لوگ ہیں. حضرت عثمانؓ نے فرمایا. مجھے ایک روپے کے مال پر دس روپے نفع ملتا ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو تو تاجروں نے انکار کر دیا. تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقرائے مدینہ کو دیدیا. حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس مرتبہ خواب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا. کہ آپ ایک ترکی گھوڑے پر سوار ہیں. جو سفید رنگ کا تھا. اور نور کا لباس زیب بدن ہے. اور جانے کی عجلت فرما رہے ہیں. میں نے عرض کیا. کہ یا رسول اللہ صلعم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں. آپ کی زیارت کا مجھے بڑا اشتیاق تھا. تو آپؐ نے فرمایا. اس وقت مجھے جانے کی جلدی ہے. اس لیئے کہ عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ غلہ کے اللہ کی راہ میں دے دیئے ہیں اور جنت میں ان کا ایک حور سے نکاح ہو گا. اور ان کی محفل عروسی میں مجھے شریک ہونا ہے.

آپ نے حج عمرے بھی بکثرت ادا فرمائے اور صلہ رحمی کی صفت میں تو شاید ہی کوئی آپ کا مثل ہو.

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کو اور آپ کے صحابہؓ کو میٹھے پانی کی دقت تھی. صرف ایک میٹھا کنواں تھا جس کا نام بیر رومہ تھا. اور وہ یہودی کے قبضہ میں تھا. وہ اس کا پانی جس قیمت پر چاہتا تھا بیچتا تھا. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کنوئیں کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اس کو جنت ملے گی. حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو خرید کر وقف کر دیا.

مسجد نبوی پہلے بہت چھوٹی تھی. ایک زمین مسجد کے قریب بک رہی تھی. رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.

قسط ۵

اسلام میں سزائے ارتداد

مولانا عبدالشکور ترمذی ساہیوال ضلع سرگودھا

اور اس فتنہ ارتداد کے قلع قمع کرنے اور مرتدین کے قتل و قتال کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو برانگیختہ کیا جائے گا وہ قوم ان مرتدین کی ایسی سرکوبی کرے گی کہ کفر سر اٹھانے کے قابل نہ رہے گا۔ اس آیت میں اس بات پر صاف طور سے دلالت پائی جاتی ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اور واضح طور پر ارتداد کی سزائے قتل کا ذکر اس آیت میں موجود ہے مگر مضمون نگار لکھتے ہیں کہ "وہاں بھی اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں"، ان کا یہ دعویٰ بڑا ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ من بدل دینہ فاقتلوہ: مضمون نے پہلے تو ایسے دلائل قرآنیہ کا ذکر کیا ہے جن سے ان کے زعم میں سزائے ارتداد قتل کی نفی ہوتی تھی ان کا تجزیہ کر کے اوپر کی تحریر میں دکھایا گیا ہے کہ مضمون نگار کا یہ مقصد ان آیات قرآنیہ سے کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے مقصد کے برخلاف بعض آیات سے استدلال کیا جا سکتا ہے جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت ۵۴ ہے۔ ارتداد کی سزائے شرعی قتل پر استدلال کا ذکر ہماری تحریر میں ابھی گزرا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حدیث زیر عنوان پر خامہ فرسائی کی ہے لکھا ہے کہ "احادیث نبوی میں صرف ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں کہ جب بعض زنادیق کو جلایا گیا تو یہ فرمایا کہ ان کو قتل کرنا چاہیے تھا کیونکہ نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو" لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے کہ مرتد کے بارہ میں صرف ایک حدیث مروی ہے بلکہ ذخیرہ احادیث میں تقریباً تیئیس حدیثیں اس بارہ میں مروی ہیں اور گیارہ حدیثیں تو حدیث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ مختصر مضمون اس قدر احادیث کے نقل کا متحمل نہیں ہے اس لئے حدیث مذکور کے علاوہ صرف ایک اور حدیث بخاری اور مسلم سے ہی نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے والی یمن تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ یمن پہنچے تو دیکھا ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا۔ حضرت معاذؓ کے دریافت کرنے پر حضرت ابوموسیٰؓ نے بتلایا کہ یہ یہودی تھا۔ پھر اس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد پھر مرتد ہو کر یہودی ہو گیا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کا فیصلہ اور حکم یہی ہے چنانچہ اس کے بارہ میں حکم صادر کیا گیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔" (بخاری صفحہ $\frac{۱۰۲۳}{۲}$)

حدیث زیر عنوان میں دین سے کونسا دین مراد ہے؟

مضمون نگار نے لکھا ہے "اس حدیث کے الفاظ میں عمومیت ہے وہ قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ اس کی رو سے کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کرنا چاہیے۔ جو بالبداہت باطل ہے۔ اس لئے حدیث کے الفاظ کو مقید کرنا ہوگا۔ (حوالہ بالا) حالانکہ بداہتہً معلوم ہے کہ حدیث مذکور میں دین سے مراد قطعاً و یقیناً دین اسلام ہے نہ کہ کوئی سا دین۔ اس لئے کہ اگر "کوئی سا دین" مراد ہوتا اور اسلام کے علاوہ کسی شخص کا اپنے دین کو تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہونا قتل کا سزاوار ہوتا، تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور اسلام کے قبول کرنے کی بات ناہی کیسے ممکن تھا۔ اس لئے اس حدیث میں جس تبدیلی دین کو سزاوار قتل قرار دیا گیا ہے اس سے مراد دین اسلام کا تبدیل کرنا ہے، اور یہ خطاب مسلمانوں کو ہو رہا ہے کہ "جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو" اس خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دین سے سوائے دین اسلام کے اور کونسا دین مراد ہو سکتا ہے؟ کیا اسلام کے علاوہ کوئی اور دین بھی (العیاذ باللہ) شرعاً معتبر ہو سکتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک "دین اسلام ہی ہے" اور "جو کوئی اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا"

(قرآن کریم آیت ۱۹ و ۸۵ سورہ آل عمران)

جب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خطاب مسلمانوں کو ہے اور مقصد نبوی دین اسلام سے ارتداد اور تبدیلی کو سزاوار قتل قرار دینا ہے تو پھر من بدل دینہ کے اندر من کی تعمیم میں مسلم کے ساتھ کافر کیسے مراد لیا جا سکتا ہے، اور اس کا ترجمہ "کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر" کیسے درست ہو سکتا ہے جیسا کہ مضمون نگار نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ من سے مراد مسلمان ہے غیر مسلم اس میں شامل ہی نہیں ہے اور دینہ کی ضمیر اس من کی طرف راجع ہے جس سے مراد مسلمان ہے اور مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان اپنا دین تبدیل کرے اس کی سزا قتل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں من کو مسلم اور غیر مسلم کے لئے عام سمجھنا اور دین سے دین اسلام اور غیر اسلام مراد لینے کی گنجائش پیدا کرنا مقصد متکلم کے برخلاف کلام میں تحریف پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

بالفرض اگر دین سے مراد دین اسلام اور اس کے علاوہ دوسرے ادیان یہودی اور نصرانی مراد ہوں اور مطلب یہ ہو کہ "کوئی شخص کوئی سا ایک دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے اسے قتل کر دو"، تو چونکہ یہ حکم مسلم حکام کو ہے اور اس کے مخاطب مسلمان ہیں تو پھر بھی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسلام میں داخل ہونے پر بھی سزائے قتل جاری رہے گی۔ اور کسی یہودی یا نصرانی کا مسلمان ہونا اور اسلام میں داخل ہونا مستوجب سزائے قتل ہے بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کے علاوہ جو دوسرے ادیان باطلہ ہیں ان کی تبدیلی اور ایک دین باطل کو ترک کر کے دوسرے دین باطل میں داخل ہونا مثلاً یہودی سے نصرانی بن جانا بھی مستوجب سزائے قتل ہے۔

عورتوں کے استثناء کی دلیل

اوّل تو دوسری حدیثوں میں چونکہ صاف طور پر عورتوں کے قتل کرنے کی ممانعت آگئی ہے، دوسرے من شرطیہ کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا داخل ہونا بھی مشتبہ تھا اس لئے کہ من کے اندر اسی حد تک عموم مراد لیا جائے گا جس حد تک متکلم نے اس سے عموم مراد لیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ عورتوں کے قتل سے ممانعت فرمائی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ من بدل دینہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے من کے عموم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو مراد نہیں لیا اس لئے امام ابوحنیفہؒ نے سزائے ارتداد قتل سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے وخصہ الحنفیہ بالذکر وتمسکوا بحدیث النہی عن قتل النساء واحتجوا ایضاً بان من الشرطیۃ لا تعم المؤنث (صفحہ $\frac{۲۴۸}{۱۲}$)

کیا سزائے ارتداد کے لئے محاربہ شرط ہے؟

جب اوپر کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ مقصد حدیث یہ ہے کہ جو مسلمان دین اسلام کو اختیار کرے پھر اس کے ترک کرنے کی سزا قتل ہے، حدیث میں من بدل دینہ فاقتلوہ میں علت قتل ارتداد اور تبدیلی دین کو قرار دیا گیا ہے اس میں محاربہ کی قید نہیں لگائی گئی اور مرتد کا محارب ہونا قتل کے لئے شرط نہیں قرار دیا گیا۔ اب مضمون نگار کا قاعدہ یہ تھی قید لگانا اور یہ لکھنا کہ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو اسلام کو چھوڑ کر ساتھ ہی مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے جا ملتے تھے اور ان کا قتل ضروری تھا۔ چنانچہ اس قید کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے عورتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ عورتیں جنگ میں حصہ نہ لیتی تھیں" (حوالہ بالا)

حدیث مذکور کے مقصد کو تبدیل کر کے اس کو یہ معنی قرار دینے کے مترادف ہے اس لئے کہ جب حدیث میں تبدیل دین کو سزائے قتل کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اب اگر اس میں محاربہ کی قید لگائی جائے گی تو دین کا تبدیل کرنا سزائے قتل کا سبب نہیں رہے گا بلکہ محاربہ سزائے قتل کا سبب قرار دیا جائے گا اور اس میں مقصود شارع کا ابطال ہے، اگر مقصد شارع محاربہ کو سبب قتل قرار دینا ہوتا تو پھر تبدیل دین کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ محاربہ تو تبدیل دین کے بغیر بھی سبب قتال ہے اور محارب کے ساتھ ہر حال میں مقاتلہ اور قتال کا حکم ہے۔ پھر محارب چونکہ برسرپیکار ہوتا ہے اس لئے اس کے ساتھ مقاتلہ اور قتال ہی ہو سکتا ہے۔ جو دونوں طرف سے وقوع قتال کو چاہتا ہے۔ اور اس حدیث میں تبدیل دین پر قتال کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ بطور سزا کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں محاربہ کی قید لگانا قتل اور قتال کے فرق کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

(باقی آئندہ)



مسلم سربراہ کانفرنس کو قادیانی سازشوں سے پاک رکھا جائے

قادیانی ہوٹل کو قیام و طعام کا ٹھیکہ دینے سے کانفرنس کی رازداری متاثر ہوگی

مولانا محمد رمضان اور قاری نور الحق قریشی کا انتباہ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظمین حضرت مولانا محمد رمضان میانوالی اور جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے ایک مشترکہ بیان میں اس خبر کو انتہائی تشویشناک قرار دیا ہے کہ لاہور میں منعقد ہونے والی مسلم سربراہ کانفرنس کے موقع پر بیرونی مہمانوں کے قیام و طعام کے لئے مشہور قادیانی شیزان ہوٹل کو ٹھیکہ دیا جارہا ہے۔ جمعیۃ کے راہنماؤں نے کہا ہے کہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں کسی سے مخفی نہیں۔ انہوں نے ہمیشہ عالم اسلام میں یہودیوں اور فرنگیوں کے لئے جاسوسی کی ہے، اور عالم اسلام خصوصاً عرب ممالک کے راہنما اور عوام ان کی ملت دشمن سرگرمیوں کی بنا پر ان کے خلاف انتہائی نفرت کرتے ہیں اس لئے مسلم سربراہوں کی آمد پر قادیانی ہوٹل کو قیام و طعام کا ٹھیکہ دینے سے نہ صرف یہ کہ عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات میں رخنہ اندازی کا شدید خطرہ پیدا ہوسکتا ہے۔ بلکہ کانفرنس کے اندرونی رازوں کا تحفظ بھی ناممکن ہوجائیگا اس لئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سربراہ کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے سلسلہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور کانفرنس کے ماحول کو ان کی نحوست اور سازشوں سے پاک رکھ کر ملت اسلامیہ کو مطمئن کیا جائے

مولانا سعید الرحمٰن علوی کو خراج تحسین

جمعیۃ علماء اسلام فیکٹری ایریا ہری پور ضلع ہزارہ کے امیر جناب عبدالرزاق ناظم عمومی جناب عبدالقیوم اور ناظم نشر و اشاعت شیخ حمید احمد صدیقی نے ایک مشترکہ بیان میں حضرو ضلع کیمبل پور کی جامع مسجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں لینے کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقدام صرف اس لئے کئے گئے کہ سرکاری کارندے جامع مسجد کے خطیب مولانا سعید الرحمٰن علوی کو خریدنے میں ناکام ہوگئے۔ بیان میں مولانا علوی کو اس بات پر خراج تحسین پیش کیا گیا کہ انہوں نے حکومت کے ظالمانہ اقدام کے سامنے جھکنے کی بجائے استعفیٰ دے دیا۔

وڈیروں کے ظلم سے نجات دلائی جائے

مرکزی جامع مسجد عیدگاہ پڈعیدن میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا آغا عبدالغفور خیرپوری نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان ظالم وڈیروں کا محاسبہ کیا جائے جنہوں نے سندھ کے دیہات میں غریب عوام پر زندگی اجیرن کردی، آپ نے کہا یہ وڈیرے لوگوں کے مال و جان پر بلاخوف و خطر ہاتھ ڈالتے ہیں اور کسی کو احتجاج کا لفظ بھی زبان پر نہیں لانے دیتے۔ آپ نے کہا۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کو ان وڈیروں کے ظلم سے نجات دلائے۔

مولانا عبدالعلیم کی علالت

جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کے امیر مولانا عبدالعلیم جالندھری درد گردہ کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ تمام احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین!

(صوفی محمد بشیر)

سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام یونٹ نمبر ۳ حلقہ غلام محمد آباد کا اجلاس زیر صدارت مولوی عبدالحمید امیر یونٹ نمبر ۳ منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں

(۱) جمعیۃ علماء اسلام یونٹ نمبر ۳ کا یہ اجلاس اکابرین جمعیۃ حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی، مفکر اسلام قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب، جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے، اور مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس مولانا عبدالشکور دین پوری کے صاحبزادے کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی گرانی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مہنگائی پر فوراً قابو پاکر غریب عوام کی پریشانی کو دور کیا جائے۔

(۴) یہ اجلاس حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ تمام سیاسی قیدیوں کو فوراً رہا کیا جائے۔

ملک اویس زخمی ہوگئے

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے کارکن جناب ملک محمد اویس گذشتہ روز گوجرانوالہ سے لاہور آتے ہوئے بس کے حادثہ میں زخمی ہوگئے۔ قارئین دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ملک صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائیں۔

علماء حق کے خلاف مقدمات واپس لئے جائیں

مکی مسجد رحیم یار خان میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے مولانا عبدالرؤف ربانی نے فرمایا کہ پاکستان ایک مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ لیکن آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ۲۶ برس گذر گئے وہ مقصد حل نہیں ہوا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ۲۶ برس سے ملک پر آمریت کا قبضہ ہے۔

انہوں نے کہا۔ ہر دور میں علماء نے ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے اور آج بھی جبکہ پورا ملک آمریت کی لپیٹ میں ہے جمعیۃ علماء اسلام کے مجاہدین حق کی خاطر جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں جس کی زندہ مثال آپ کے سامنے مجاہد ملت مولانا غلام ربانی اور فخر جمعیۃ مولانا قاری حماد اللہ شفیق ہیں جن پر آج بھی کئی مقدمات ہیں۔ جرم صرف یہ ہے کہ حق بات کیوں کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف ربانی نے مطالبہ کیا کہ مولانا ربانی اور قاری صاحب پر جو مقدمات ہیں فوری طور پر ختم کئے جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو کا اجلاس

گذشتہ روز جمعیۃ گڑھی خیرو کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت امیر جمعیۃ علماء اسلام حاجی نبی داد صاحب نے کی اجلاس سے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی ماندہ پاکستان کا بقا اسلامی نظام اور صحیح جمہوریت کے سوا نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے کہا کہ ہم قائد جمعیۃ حضرت بابرکت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت پر فخر کرتے ہیں جنہوں نے ہر قسم کی مخالفت کے باوجود علماء حق کی تاریخ کو روشن کیا۔

ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ لاڑکانہ میں روڈ وسیع کرنے اور گڑھی بھٹہ میں قبرستان کشادہ کرنے اور گڑھی خیرو کے قریب مگسی نہر کھودنے کی خاطر مساجد اللہ کی بے حرمتی نہ کی جائے

ماضی سے سبق حاصل کریں

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے ناظم عمومی حضرت مولانا جلال الدین نے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ پاکستان کا قیام بے شمار قربانیوں اور بسیار جد و جہد کے بعد عمل میں آیا تھا۔ جس کا مقصد اسلام کے عادلانہ نظام حیات کا نفاذ تھا۔ لیکن ۲۶ سال گذر گئے ہم اس عظیم مقصد کے حصول میں ناکام رہے۔

یہ ملک جو مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت تھی خود غرض سیاستدانوں کی سازش اور چند فوجی جرنیلوں کی ہٹ دھرمی سے نصف رہ گئی ہے۔ جس کا ہر محب وطن پاکستانی کو افسوس اور قلق ہے۔ اب یہاں اسلام کے علاوہ کسی دوسرے نظریہ اور نظام حیات کی بات کرنا اتحاد کے لئے نہ صرف مضر بلکہ مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔ ہمیں گذرے ہوئے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اس بچے کھچے پاکستان کی حفاظت کے لئے کمربستہ ہوجانا چاہیئے۔

تازیانۂ عبرت

ڈاکٹر فدا حسین سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد

بخدمت جناب مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب

السلام علیکم!

میں آپ کی دزدیدہ و نوزائیدہ سرکاری جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا متمنی ہوں۔ مندرجہ ذیل شرائط پر احقر کی خدمات حاضر ہیں۔

گر قبول افتد زہے ——— !

شرائط:-

۱— میں جماعت میں رہ کر اطاعت امیر کا پابند نہیں ہونگا
۲— میں جماعت کی مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے فیصلوں کو قبول کرکے ان پر عمل کرنے کی بجائے ان کے خلاف کام کروں گا۔
۳— میں جماعت کا فنڈ بنک میں اپنے ذاتی حساب میں جمع کراؤں گا اور جب چاہوں گا یہ فنڈ نکال کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کروں گا۔
۴— میں اپنے ذاتی مفاد اور اپنے داماد کی اعلیٰ ملازمت پر تقرری کی خاطر جماعت کے اصولوں کو پیروں تلے روند کر کسی بھی بے دین، ظالم و جابر صاحب اقتدار آمر سے نہ صرف تعاون کراؤں گا بلکہ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اگر جماعت کو ٹکڑے کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ایسا کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔
۵— میں حکومت کے اشارے پر جماعت سے جماعت کے امیر اور دوسرے عہدیداروں اور تمام مخلص کارکنوں کو بیک جنبش قلم خارج کرکے نہ صرف ایک شرمناک روایت کو جنم دینے بلکہ خود جماعت کا سربراہ بننے سے بھی نہیں ہچکچاؤں گا
۶— میں مردود اور مرتد فرقہ قادیانیہ کے خلاف زبان پر کلمہ حق ہرگز نہیں لاؤں گا
۷— میں بلوچستان میں تیس ہزار محرف قرآن شریف کے نسخوں کی تقسیم اور ملک بھر میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے کسی اور فرقہ کے خلاف بھرپور جدوجہد کرتا رہوں گا
۸— میں اپنی پریس کانفرنسوں میں کسی فرقہ کے خلاف فتویٰ دے کر اسے گمراہ تو کہوں گا، لیکن فرقہ قادیانیہ کے خلاف ان کے کفر و ارتداد کے باوجود کچھ نہیں کہوں گا۔
۹— میں کسی دارالعلوم یا مسجد میں اپنے کوتاہ اندیش کارکنوں اور پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کی بجائے ملک کے کسی بڑے ہوٹل جیسے ... لاگزری یا جیلینز میں خطاب کیا کروں گا۔ اگر ان ہوٹلوں ... نیم عریاں خادمائیں (سٹیورڈز) میری اسلامی غیرت کو للکاریں تو بھی میں شرمندگی اور ندامت ہرگز محسوس نہیں کروں گا۔
۱۰— میں علماء حق اور خاص طور سے اپنے دیرینہ ساتھیوں مخلص کارکنوں اور شمع اسلام کے پروانوں کے خلاف رات دن ایک کرکے بے بنیاد، شرمناک اور زہر آلود پروپیگنڈا کرتا رہوں گا۔

تلک عشرۃ کاملہ

اگر مندرجہ بالا شرائط آپ کو منظور ہیں تو فوری طور پر کسی سرکاری نئے ماڈل کی ٹیوٹا کار میں بمعہ نذرانہ شمولیت نظریں جھکائے تشریف لے آیئے تاکہ معاہدہ کی تکمیل ہو سکے اگر یہ شرائط نامنظور ہوں تو از راہ کرم وضاحت فرمایئے کہ کیوں نامنظور ہیں۔ میں نے تو جناب کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کی ہے۔ ذرا گریباں میں جھانک کر تو دیکھیں!!

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ہنگو کا انتخاب

ہنگو۔ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ہنگو کا انتخابی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا حافظ فخر الاسلام امیر جمعیۃ ضلع کوہاٹ نے کی۔ جس میں مولانا محمد رفیق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ہنگو کی نگرانی میں مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

امیر — مولانا حبیب گل ایم پی اے ٹھل
نائب امیر — محمد حسین شاہ درسمند
نائب امیر — حاجی محمد صدیق کاہی
ناظم اعلیٰ — مولانا محمد رفیق ہنگو
ناظم — ترلیتی محمد اسماعیل ہنگو
ناظم — ملک حبیب شاہ ٹھل
خزانچی — حاجی صاحب پیر خان دربند ہنگو

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) یہ اجلاس حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مولانا مفتی محمود پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے
(۲) یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سرحد اور بلوچستان میں اقلیتی حکومت کو ختم کرکے اکثریتی پارٹی کو حکومت بنانے کا موقع دیا جائے۔
(۳) متحدہ جمہوری محاذ کے راہنماؤں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

رپورٹ: عبدالصبور ڈاہر

تنظیمی وفد کا سہ روزہ دورہ

جمعیۃ علماء اسلام رحیم یار خاں کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق مولانا غلام ربانی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی قیادت میں ایک وفد نے جمعیۃ گارڈز کے سالار مولانا حماد اللہ شفیق بھی شامل تھے۔ تحصیل لیاقت پور کا سہ روزہ دورہ کیا۔ مورخہ ۱۶/۲/۷۴ کو وقت سحر کے بعد مولانا موصوف کی قیادت میں سہ رکنی وفد نے رحیم یار خاں سے سفر کا آغاز کیا۔ سب سے پہلا پروگرام خان بیلہ کا تھا۔

مقامی جمعیۃ کے امیر مولوی نور محمد صاحب اور قاری محمد حسن بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے کارکنوں کے ہمراہ وفد کو خوش آمدید کہا۔ خان بیلہ میں نواحی جماعتیں بستی گبران، بستی شمس الدین۔ یونین کونسل شیدانی بہار کھکھی اور بستی کورائی کی جماعتوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے مولانا نور محمد صاحب نے علاقائی جماعتوں اور جمعیۃ کے کارکنوں کا تعارف کرایا۔ قائد وفد حضرت مولانا غلام ربانی نے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں ظلم کا دور دورہ ہے کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں۔ مہنگائی نے غریبوں کی کمر توڑ دی ہے۔ افسران "رشوت" ایسے کھاتے ہیں جیسے شیر مادر ہو مزارعین اور کسانوں کے حقوق محفوظ نہیں۔ جو شخص ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اسے پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ اسلام کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔

آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ اپنی تنظیم کو مضبوط بنائیں اور ظلم کے خلاف کمربستہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب ملک میں ظلم انتہا کو پہنچ جائے اور ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھائی جائے تو ایسے وقت میں رب العالمین لمبی لمبی دعائیں قبول نہیں فرماتے۔

بعد میں جمعیۃ گارڈز کے سالار مولانا حماد اللہ شفیق نے کارکنوں پر زور دیا کہ "رضا کار تنظیم" بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعتیں ہمیشہ منشور اور دستور کی بنیاد پر چلتی ہیں۔ جو شخص جماعتی اصولوں کو پس پشت ڈالتا ہے ان کے لئے پھر کارکنوں کے دلوں میں کوئی احترام نہیں رہتا۔ جمعیۃ گارڈز کے سالار نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے اصولوں کی خاطر وزارت اعلیٰ کو ٹھکرا دیا ہے جبکہ ملک کے وزیر اعظم کی طرف سے بار بار پیشکش کی گئی لیکن مفتی محمود صاحب کے پائے استقلال میں ذرا جنبش بھی نہ آئی۔ دعائے خیر پہ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا اور انہیں تحریری طور پر دستور کے مطابق ہدایات دی گئیں۔

اس کے بعد یہ وفد ترنڈہ محمد پناہ پہنچا تو وہاں کی مقامی جمعیۃ کے ناظم مولانا منظور احمد صاحب نے استقبال کیا۔ ترنڈہ محمد پناہ میں علاقائی جماعتوں کے ذمہ دار حضرات بھی تشریف لائے تھے۔ اسلام پور، شہباز پور، بیٹ بختاہ کے عہدیدار آئے حافظ حضور بخش رکن ضلعی مجلس شوریٰ نے مقامی عہدیداران مہمانوں کا تعارف کرایا۔ بعد میں قائد وفد نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومتیں ہمیشہ ظلم کی وجہ سے ختم ہوتی ہیں چاہے مسلمانوں کی حکومتیں ہوں چاہے کافروں کی۔ کفر سے حکومتیں تباہ نہیں ہوتیں۔ فرعون نے ظلم کیا تھا، تباہ ہوا۔ ایوب خاں نے ظلم کیا ختم ہوا۔ آج بھی ظلم انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ معاشرہ بے راہ روی ہے۔ اقتصادی طور پر عوام مجبور ہو چکے ہیں۔ سیاسی قیدیوں کے ساتھ تشدد کیا جا رہا ہے اور سیاسی قیدیوں پر ناجائز زیادتیاں کی جاتی ہیں۔ ملک میں قادیانیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

ان کے بعد مولانا حماد اللہ صاحب شفیق ضلعی جمعیۃ گارڈز کے سالار نے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں کے عوام کو پانی تک مہیا نہیں کیا جا رہا ہے بلک بلک کر مر رہے ہیں۔ نمائندہ حکومتوں کی بحالی کے بجائے اکثریتی پارٹی کے لیڈر جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا، سرحد و بلوچستان کی نمائندہ حکومتوں کو بحال کیا جائے۔

۱۷/۲/۷۴ کی شام کو یہ وفد لیاقت پور کے لئے روانہ ہوا۔ ترنڈہ محمد پناہ سردار الٰہی بخش خاں مقامی جمعیۃ کے امیر و کارکنان جمعیۃ نے الوداع کیا۔ بعد نماز فجر قائد وفد مولانا غلام ربانی صاحب نے درس قرآن دیا۔

مورخہ ۱۸/۲/۷۴ کو یہ وفد امین آباد پہنچا تو مقامی جمعیۃ کے امیر چوہدری خورشید احمد نے خوش آمدید کہا۔ قائد وفد نے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء حق کے ساتھ مل کر کام کریں۔ انہوں نے مرزائیت پر شدید نکتہ چینی کی اور کہا کہ جب مذہب یا کی طرح مسجد میں انہوں نے اپنا کلمہ علیحدہ تحریر کر دیا اور اپنا درود شریف بھی علیحدہ کر دیا تو پھر حکومت انہیں اقلیت قرار کیوں نہیں دیتی۔

آپ نے کہا۔ مرزائی پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے ہیں۔ جس طرح یحییٰ خاں غدار ہے۔ اسی طرح ایم ایم احمد جو کہ مرزائی تھا وہ بھی سقوط مشرقی پاکستان کا برابر کا ذمہ دار ہے۔ اب بھی مرزائیوں کی اندرونی کوشش یہی ہے کہ کسی طرح ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ جمعہ کے بعد مولانا حماد اللہ صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ مرزائیوں نے رسول اکرم صلعم کی شان میں گستاخی کی ہے ان کی کتابیں ضبط کی جائیں تو مرزائیوں کی کتابوں کو ضبط کرنے کی بجائے ہمیں جیلوں میں ضبط کر دیا جاتا ہے۔

۱۹/۲/۷۴ کو یہ وفد بکا لاڑاں پہنچا۔ جہاں جماعتی مسائل پر مولانا محمد حیات صاحب سے گفتگو کی۔ اس کے بعد یہ وفد فیروزہ پہنچا۔ جہاں حافظ ظہیر الحق صاحب اور سید مولانا حامد علی شاہ صاحب نے خوش آمدید کہا اور جماعتی تنظیم کے بارے میں مولانا محمد حیات صاحب نے خطاب کیا۔

واضح رہے کہ اس وفد میں جمعیۃ ضلع رحیم یار خاں کے ناظم نشریات عبدالصبور خاں ڈاہر، حافظ ظہور بخش صاحب، مولانا محمد حیات صاحب بھی ہمراہ تھے۔

ان اجلاسوں میں مندرجہ ذیل مطالبات کئے گئے۔

ملک میں سیاسی قیدیوں چوہدری ظہور الٰہی، عطاء اللہ خان مینگل، غوث بخش بزنجو کو غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔ بلوچستان و سرحد میں نمائندہ حکومتیں بحال کی جائیں۔

سیلاب زدگان کی مؤثر امداد کی جائے۔

بکالاڑاں سے فیروزہ تک پختہ سڑک بنائی جائے۔

ملک میں مرزائیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی کی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ملک میں فحاشی و عریانی وغیرہ پر پابندی عائد کی جائے

صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ نے جمعیۃ کی صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۹ فروری ۱۹۷۴ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ بروز منگل صبح ساڑھے دس بجے دفتر صوبائی جمعیۃ چوک رنگ محل لاہور میں طلب فرما لیا ہے۔ ایجنڈا آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ مسئلہ کشمیر

سردار عبدالقیوم جو خود کو تحریک تکمیل پاکستان کا علمبردار کہلاتے ہیں، بذات خود اس تجویز کے مخالف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کشمیر کو صوبائی درجہ اس طرح ہے جیسے اسلام سے مرتد ہونا" سردار صاحب کا یہ موقف اگرچہ ان کے گذشتہ برس کے موقف کے برعکس ہے۔ جب آپ نے کشمیر کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں نمائندگی دلانے کے لئے آزاد کشمیر اسمبلی سے ایک قرارداد پاس کروائی تھی۔ ممکن ہے سردار صاحب کے موقف میں یہ تبدیلی کسی نئی مصلحت کا نتیجہ ہو جبکہ سردار ابراہیم وہ پہلے کشمیری لیڈر ہیں جنہوں نے خود مطالبہ کیا تھا کہ کشمیر کو صوبائی درجہ دیا جائے مسلم کانفرنس کے راہنماؤں کے موقف میں تضاد کی یہ پالیسی ممکن ہے۔ ان کی سیاسی حکمت عملی کا کرشمہ ہو۔ مگر عوام کے لئے اس سے نتائج اخذ کرنا دشوار نہیں رہتا۔

اس کے برعکس جموں و کشمیر لبریشن لیگ کے صدر مسٹر کے۔ ایچ خورشید کا موقف اس مسئلے کے بارے میں یہ ہے۔ اور موجودہ نئی نسل میں ان کے موقف کو کافی پذیرائی حاصل ہوتی نظر آ رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آزاد کشمیر حکومت کو پوری ریاست "جموں و کشمیر" کی نظریاتی، جمہوری اور انقلابی حکومت کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور اسے دوسرے ممالک سے تسلیم کروایا جائے۔"

تعزیتی اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام کارکن کوٹ ضلع میانوالی کے ایک تعزیتی اجلاس میں حضرت مولانا نافع گل صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف الحسینی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ملی و دینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا گیا اور درجات کی بلندی کی دعا کی گئی

بقیہ ——— آٹھ دن

پرانے قومی ورکر ہیں دار العلوم حقانیہ سے غالباً شروع سے وابستہ ہیں۔ اور اکابر جمعیۃ بالخصوص حضرت درخواستی دامت برکاتہم کے ساتھ خصوصی قلبی تعلق رکھتے ہیں عشاء کے وقت شہر سے حکیم رفیع الدین صاحب اور دیگر احباب بھی پہنچ گئے اور رات گئے تک محفل جمی رہی جو سیاسی علمی اور معاشرتی مسائل پر محیط تھی۔ حضرت مفتی صاحب حاضرین کی اکثریت کے لحاظ سے پشتو میں مسائل پر تبصرہ فرما رہے تھے۔ مجھے اگرچہ پٹھان ہونیکے باوجود پشتو سے کوئی نسبت نہیں ہے مگر پھر بھی گفتگو کے انداز اور کچھ عربی و اردو الفاظ کی وجہ سے اجمالی مفہوم سے بہرہ ور ہو رہا تھا۔

۱۳ جنوری کو حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نائب امیر صوبائی جمعیۃ بلوچستان سے کچھ تبادلہ خیالات ہوا، پھر حضرت مفتی صاحب مدظلہ مردان چلے گئے اور راقم الحروف اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گیا۔ عصر کے وقت راولپنڈی جمعیۃ کے امیر حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب سے ملاقات ہوئی اور پھر اسلام آباد چلا گیا۔

۱۴ جنوری کو صبح راولپنڈی سے روانہ ہو کر چکوال پہنچا۔ محترم جناب حافظ عبدالرحمن قاسمی صاحب سے انتظار طویل کے باوجود ملاقات نہ ہو سکی البتہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی، اور دوسرے احباب سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہاں سے عصر کے وقت روانہ ہو کر رات آٹھ بجے بخیر و عافیت گکھڑ پہنچ گیا۔

ترجمان اسلام کے بارے میں احباب و اکابر کے ارشادات و تجاویز اور کارکنوں سے تبادلہ خیالات کی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ صحبت میں پیش کروں گا۔

بقیہ شہادت حسین رضؓ

ضروری نہیں۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

"سستی نہ کرو اور نہ ہی غم کرو غالب تم ہی رہو گے اگر تم مومن ہو"۔ (القرآن)

حق تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ شہادت حسین رضؓ کی حقیقت کو سمجھیں اور اپنی جہالت اور نادانی سے ایسے کام ترک کر دیں جن سے شہداء کربلا کی روحوں کو اذیت پہنچے۔ آمین! ثم آمین!!

ضروری نوٹ

ادارہ ترجمان اسلام کی طرف سے ایجنٹ حضرات سے بقایا جات اور بلوں کی وصولی کے لئے جناب مولانا عبدالرشید صاحب ڈیوٹی مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔ ایجنٹ حضرات ان سے تعاون فرمائیں۔ (ادارہ)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ حج نمبر

ماہنامہ تبصرہ لاہور کافی عرصہ سے تحریک آزادی کے نامور کارکن اور مجلس احرار اسلام اور اب جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز راہنما جناب مرزا غلام نبی جانباز کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔ اعلاء کلمۃ الحق کے سلسلہ میں اس جریدہ کی خدمات وقیع ہیں۔ زیر نظر شمارہ حج نمبر ہے جو ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

مدیر تبصرہ کو اللہ تعالےٰ نے گذشتہ سال زیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمایا اور انہوں نے جذبہ و ارادت اور عشق و محبت کی کیفیات کے ساتھ اس مقدس سفر کی دلچسپ اور متنوع روداد قلمبند کی ہے جو عقیدت و ارادت کے والہانہ مظاہر کے ساتھ ساتھ عازم حرمین شریفین کو راستہ میں پیش آنے والی مشکلات اور مفید تجاویز کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نمبر کی طباعت و کتابت گوارا اور قیمت تین روپے ہے۔

مودودی مذہب

مؤلف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحؒ۔ ناشر مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم۔ صفحات ۱۷۶۔ قیمت دو روپے۔

یہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی تصنیف "مودودی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن ہے جس میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے عقائد و نظریات کی نشاندہی ان کی تصنیفات سے کی گئی ہے اور دلائل کے ساتھ علماء حق کے اس موقف کو واضح کیا گیا ہے کہ مودودی صاحب نے صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور سلف صالحینؒ کے مسلک سے ہٹ کر تعبیر دین کی ایک نئی راہ نکالی ہے۔ جسے کم از کم الفاظ میں گمراہی ہی کہا جا سکتا ہے۔ فتنہ مودودیت سے آگاہی کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟

تصنیف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔
ناشر مکتبہ اہل السنۃ جامع مسجد مدنی چکوال
صفحات ۴۸۔ طباعت و کتابت معیاری

اس رسالہ میں قاضی صاحب محترم نے اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل تشیع کی معتمد کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا۔ کہ محرم الحرام میں شیعہ حضرات کا مروجہ ماتم عقل و نقل کے خلاف اور خود حضرات ائمہ کرامؒ اور اہل بیتؓ کی تعلیمات کے منافی ہے مصنف محترم نے اس موضوع پر شیعہ حضرات کے دلائل کا تجزیہ کر کے ان کے شافی جوابات دیئے ہیں۔

سُنّی مطالبات

۴۶ صفحات کا یہ خوبصورت رسالہ وزیر اعظم بھٹو کی خدمت میں سواد اعظم اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کی جانب سے کم و بیش ایک ہزار علماء کرام کے پیش کردہ ان مطالبات پر مشتمل ہے۔ جن میں وزیر اعظم کو اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور ان سے استدعا کی گئی ہے کہ آئین کی دفعات پر عمل کرتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کی عظیم اکثریت کو اس کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک حکمرانوں کی سیاسی مصلحتیں اور اقلیتوں کی ناز برداری کا بے جا شوق اہل السنۃ والجماعۃ سواد اعظم اہل السنۃ کے جمہوری و آئینی حقوق کے لئے چیلنج بنا رہا اور اقلیتوں نے حکمرانوں کی اس کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سواد اعظم کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان، تنظیم اہل السنۃ، مجلس تحفظ ختم نبوت، خدام اہل السنۃ و دیگر مذہبی و سیاسی تنظیموں کے ذمہ دار افراد نے وزیر اعظم بھٹو کی خدمت میں "سنی مطالبات" پیش کئے ہیں۔

یہ رسالہ خوبصورت سرورق اور معیاری طباعت و کتابت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ تقسیم کرنے کے خواہشمند ۵ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے مکتبہ خدام اہل السنۃ والجماعۃ چکوال ضلع جہلم سے طلب کر سکتے ہیں۔

پمفلٹ

(۱) اسلام اور مرزائیت
(۲) توہین انبیاء علیہم السلام
(۳) اہل بیت کی توہین
(۴) قرآن مجید اور مرزا قادیانی
(۵) مرزا قادیانی کے عقائد

یہ پمفلٹ انجمن شبان اسلام ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کے شائع کردہ ہیں جو انجمن کے سلسلہ وار اشاعتی پروگرام کا ایک حصہ ہیں۔ انجمن شبان اسلام ٹیکسلا اور گرد و نواح کے مخلص، باہمت اور دیندار نوجوانوں کا ایک مضبوط حلقہ ہے جسے حضرت مولانا محمد داؤد صاحب مدظلہ امیر جمعیۃ ضلع راولپنڈی کی مشفقانہ سرپرستی اور مولانا حکیم مسعود الرحمن کی راہنمائی حاصل ہے۔ راقم الحروف کو کبھی کبھار ٹیکسلا جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو ان نوجوانوں کی دینی و تحریکی سرگرمیاں دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی ہمتوں میں برکت دیں۔ اور مخلصانہ جدوجہد کو قبول فرمائیں۔

زیر نظر پمفلٹ انجمن شبان اسلام کے سیکرٹری جناب صلاح الدین بی اے نے مرتب کئے ہیں اور انجمن کی طرف سے ماہانہ سلسلہ وار اشاعتی پروگرام کے تحت مفت تقسیم کئے گئے ہیں۔

طلباء کی سرگرمیاں

رپورٹ :- قاضی محمد اشرف

محمد اسلوب قریشی جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر اور سید مطلوب علی زیدی جنرل سیکرٹری منتخب ہوگئے

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس

۸ اور ۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوا، جس میں ۸۰ مندوبین شریک ہوئے۔

پہلی نشست

کا آغاز چیف آرگنائزر جمعیۃ طلباء اسلام کل پاکستان جناب محمد اسلوب قریشی کی صدارت میں بعد از نماز ظہر ہوا۔ قاری خالد محمود صدر جمعیۃ طلباء اسلام لاڑکانہ نے تلاوت کی

(۱) جناب جاوید ابراہیم پراچہ جنرل سیکرٹری سنٹرل کمیٹی کے اعلان پر جناب محمد اسلوب قریشی چیف آرگنائزر نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد جناب جاوید پراچہ نے اجلاس میں شریک علماء کرام حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ حضرت مولانا غلام قادر صاحب جناب عطا محمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کا تعارف خود کروایا اور اس کے بعد تمام شرکاء اجلاس نے خود اپنا تعارف کروایا۔ یہ مختصر مگر اہم کارروائی تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔

(۲) اس کے بعد صوبائی رپورٹیں پیش کی گئیں

(۳) مرکزی رپورٹ جناب سید مطلوب علی زیدی نے پیش کی اور اس کے ساتھ ساتھ مکمل سابقہ آمدن اور خرچ کا حساب بھی پیش کیا۔

دوسری نشست

اسی روز نماز مغرب کے بعد منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری مدظلہ نے پون گھنٹہ تک "اسلام اور طلباء کی ذمہ داری" پر مدلل اور بہترین خطاب فرمایا۔ اس کے بعد سید مطلوب علی زیدی نے "دعوتِ فکر" کے عنوان سے ایک مقالہ پیش کیا۔ ازاں بعد چیئرمین الیکشن کمیٹی جناب محمد طفیل چوہدری کے زیر اہتمام مرکزی الیکشن کا آغاز ہوا۔ جس میں قواعد و ضوابط سب سے پہلے پڑھ کر سنائے گئے اور مرکزی انتخاب کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے :-

صدر - جناب محمد اسلوب قریشی حمایت اسلام لاء کالج لاہور
نائب صدر - سید عبدالغفور شاہ مدرسہ سراج العلوم بیر شریف سندھ
" " - جاوید ابراہیم پراچہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور
" " - قبلہ ایاز پشاور یونیورسٹی (سرحد)
ناظم عمومی - جناب سید مطلوب علی زیدی جامعہ مدنیہ لاہور
ناظم - جناب عبدالمتین چوہدری سابق صدر گورنمنٹ کالج ساہیوال
" - " محمد یاسین پشاور یونیورسٹی (سرحد)
خازن - جناب محمد عارف میاں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور
ناظم نشرو اشاعت - جناب محمد فاروق قریشی جامعہ کراچی (سندھ)

تیسری نشست

اجلاس کے دوسرے روز ۹ جنوری ۱۹۷۴ء کو صبح نماز فجر کے بعد تیسری نشست ہوئی۔ اس کی صدارت جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب صدر ج۔ط۔ا صوبہ سندھ اور مرکزی نائب صدر ج۔ط۔ا کل پاکستان نے کی۔ اس اجلاس میں

(۱) حضرت مولانا غلام قادر صاحب مدظلہ

(۲) جناب عطا محمد صاحب

(۳) حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ نے اپنے بہترین، پر نصیحت اور ایمان افروز خطابات سے طلباء کا خون گرمایا۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور جناب عطا محمد صاحب نے "جہاد" اور حضرت مولانا عبدالمجید صاحب نے "نوجوان" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد طلباء کے خطابات ہوئے جن میں (۱) جناب سید لیاقت علی شاہ خازن جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ (۲) جناب محمد اقبال شیخ لیاقت میڈیکل کالج جامشورو ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام سندھ (۳) جناب عبدالمتین چوہدری ناظم اعلیٰ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب سابق صدر گورنمنٹ کالج ساہیوال (۴) جناب حافظ محمد طاہر ناظم نشرو اشاعت جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب گورنمنٹ کالج لاہور نے خطاب کیا۔

مندرجہ بالا طالب علم راہنماؤں نے بالترتیب "ہم اور شعائر اسلام"۔ "ہمارے اپنے تنظیمی تجربات"، "موجودہ ملکی حالات اور ہمارا آئندہ طرز عمل"۔ "ہمارا مقصد اور اس کے قربانی" کے عنوانات پر تقاریر کیں۔

چوتھی نشست

اسی روز چوتھی اور آخری نشست بعد نماز ظہر حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری مدظلہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی یہ آخری نشست تھی۔ اس نشست میں نومنتخب مرکزی عہدیداران سے حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہ نے حلف وفاداری لیا۔

اس کے بعد حضرت رائپوری نے استقامت اور حصول مقصد کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اب جناب محمد اسلوب قریشی صاحب نومنتخب صدر مرکزیہ نے صدارتی اور الوداعی خطاب فرمایا۔ آخر میں دعا سے پیشتر جناب عبدالمتین چوہدری ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب نے صوبہ پنجاب کی طرف سے جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے حاضرین کو نماز عشاء کے بعد چائے کی دعوت دی۔ جس میں ولی بن ولی حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی بحیثیت مہمان خصوصی تشریف فرما ہوئے۔ آٹھ بجے شب سے لے کر تقریباً ۱۰ بجے تک یہ ضیافتی نشست جاری رہی۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور دامت برکاتہم نے بہت سے قیمتی مشورے بھی دیئے اور اپنے خیالات سے شرکاء کو مستفیض فرمایا۔ جناب سید عبدالغفور شاہ نے صوبہ سندھ کی طرف سے جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کا شکریہ ادا کیا اور حضرت مولانا عبیداللہ انور نے دعائے خیر فرمائی اور یہ نشست انجام پذیر ہوئی۔

قراردادیں

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں بھی بالاتفاق منظور کی گئیں :-

(۱) فوری طور پر ملک میں اسلامی نظام تعلیم نافذ کیا جائے

(۲) ضلع لاڑکانہ (سندھ) میں بعض مسجدوں کو منہدم کرنے کا پروگرام چل رہا ہے۔ برسر اقتدار طبقے کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ہمارا ملک پہلے ہی کافی تباہ ہو چکا ہے۔ اس قسم کی حرکات مزید بربادی کا باعث بن سکتی ہیں لہٰذا اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک میں اس قسم کے واقعات قطعاً نہیں ہونے چاہئیں۔

(۳) سرحد اور بلوچستان کے عوام پر غیر آئینی تشدد اور مظالم کا سلسلہ فوراً بند کیا جائے۔ وہاں کے نمائندوں کے ضمیروں کی خرید و فروخت کو بھی بند کیا جائے۔

(۴) یہ اجلاس بلوچستان میں معصوم طلباء پر کی جانے والی فائرنگ کی مذمت کرتا ہے۔ حکومت وقت کو چاہیئے کہ اس واقعے کی صحیح عدالتی تحقیق کرا کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔

(۵) جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان علماء حق کے قائدین حضرت درخواستی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

(۶) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پورے ملک میں گرفتار شدہ طلباء کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

جمعیۃ طلباء اسلام بھیرہ ضلع سرگودھا کا انتخاب

صدر حافظ محمد ایوب صاحب
نائب صدر چوہدری عبدالشکور صاحب (ڈگری کالج بھلوال)
جنرل سیکرٹری - جناب محمد فاروق صاحب
جائنٹ سیکرٹری - جناب انتظار حسین مدرسہ خضریہ
ناظم نشریات - منور حسین صاحب عثمانی ڈگری کالج بھلوال
خازن - ساجد بھیروی

عربی طلباء کیلئے سنہری موقع

تاثرات :- از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد ! راقم الحروف حسب ارشاد حضرت مولانا محمد الطاف صاحب دام مجدہم مدرسہ اشرفیہ قرانیہ حافظ آباد کے سالانہ امتحان پر حاضر ہوا اور تقریباً پچاس کے قریب کتابوں کا امتحان لیا جن میں متعدد طلباء کرام شریک تھے اور مختلف طریقوں سے سوالات کر کے ان کو پرکھا اور ان کی استعداد معلوم کرنے کی کوشش کی ۔ بحمد اللہ تعالیٰ اکثریت کو کامیاب پایا جیسا کہ نمبروں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے ۔ بعض بے محنت اور بے شوق طلباء کو مختلف طریقوں سے پرکھا اور اُن کو بہت اچھے نمبروں سے کامیاب پایا ۔ راقم دیانۃً اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حضرت مولانا کو نہ صرف یہ کہ علم سے دوستی اور محبت ہے بلکہ محنت کرنے اور بے ذوق طلباء کو چلانے کا عمدہ سلیقہ بھی ہے ۔ اگر یہی طریقہ رہا تو انشاءاللہ وہ دن دُور نہیں کہ یہ مدرسہ اپنی حُسن کارکردگی کی وجہ سے شہرت کا مالک ہوگا اور علم دین کے پروانے اس شمع پر بے تحاشہ جمع ہو کر اکتساب فیض کریںگے ۔ اور علم کے اس چشمہ سے سیرابی حاصل کریں گے ۔

راقم ابتدائی اور درجہ وسطیٰ کے طلبہ سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس مدرسہ میں داخل ہو کر اکتساب فیض کریں اور بنیاد مضبوط کریں ۔ دعا ہے کہ رب العزت حضرت مولانا موصوف اور جملہ اراکین مدرسہ اور معاونین حضرات کو اس مدرسہ کے فروغ کے لئے مزید سے مزید توفیق بخشے تاکہ بے دینی کی راہ میں دیگر مدارس اسلامیہ کی طرح یہ بھی ایک حصار اور بند ثابت ہو ۔ اگر ہمت سے کام لیا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ یہ تمام خواہشات دینیہ پایۂ تکمیل کو پہنچیں حضرت مولانا شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا کرمِ ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو

دعا ہے کہ رب العزت اس مدرسہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کے مواقع عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین !

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وجمیع متبعہ الیٰ یوم الدین

آمین یارب العالمین !

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز خطیب جامع گکھڑ و مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

طلباء کے قیام وطعام اور پوشاک کا بہترین انتظام ہے ۔ ماحول صاف ستھرا طلبہ کو تعلیمی استعداد کے مطابق وظیفہ بھی دیا جاتا ہے

منجانب : محمد الطاف ناظم مدرسہ اشرفیہ قرانیہ رجسٹرڈ ونیکی روڈ حافظ آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ

تحریر الاستاذ عبدالعزیز رفاعی (حجاز)
ترجمہ حافظ مقصود احمد راہ والی

اسلامی تربیت کا فقدان

موجودہ نسل کے بارے میں جس چیز کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی ہے وہ اولاد کی اسلامی نہج پر تربیت ہے۔ یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ تربیت افراد کے سلسلہ میں سب سے مؤثر جگہ گھر، مدرسہ اور معاشرہ ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ ان میں سے کس جگہ پر ہم افراد میں اسلامی روح پھونکنے کا التزام کرتے ہیں۔ کیا ان میں کسی ایک جگہ بھی خالص اسلامی تربیت کا انتظام موجود ہے؟

یہ ایک غلطی ہوگی کہ اگر ہم تمام عالم اسلام کو ایک ہی معیار سے پرکھیں اور سب کے بارے میں ایک ہی حکم لگائیں۔ سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عرب و اسلام کے نوجوان دین اسلام کی مبادیات کے جاننے کے بارے میں مختلف ہیں۔ بعض نوجوان ایسے ہیں کہ جو تحصیل علم کے لئے مغربی ممالک میں چلے جاتے ہیں اور وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر وہاں کے معاشرہ کے مفاسد و اخلاق بھی اپنے ساتھ وطن میں لے آتے ہیں۔ شر کی اس درآمد سے بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ مغربی دنیا سے تعلیم حاصل کرنا دورِ حاضر کے مسلمانوں کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں سے مفاسد بھی ہم ضرور درآمد کریں، اس طرف سے تغافل ایک ملّی جرم ہوگا۔ کہنا پڑے گا کہ آج کے دَور میں مسلمان کا گھر اپنی اولاد کو صحیح اسلامی تربیت کے دینے سے عاری ہے۔ اسلام نے فرد کی تربیت کے لئے ہر مرحلہ پر بعض لوگوں کو مسئول قرار دیا ہے۔ گھر ان میں سب سے اول ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ گھر میں یہ فرض پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ کیا نوجوان نسل گھر سے اسلامی تربیت لے کر نکلتی ہے؟ کیا جب بچہ سات سال کا ہو جاتا ہے تو اس کو نماز کا پابند بنا دیا جاتا ہے؟ کیا دین کے مبادیات اس کو سمجھا دیئے جاتے ہیں؟ کیا اس کے اخلاق کا رخ اسلامی نہج پر ڈالا جا چکا ہوتا ہے؟ کیا گھر میں سب اولاد سے ایسا مساوی سلوک ہوتا ہے جو دین اسلام کا تقاضا ہے؟ کیا بچوں میں یہ شعور بیدار کیا جاتا ہے کہ وہ پکے سچے مسلمان نہیں۔ کیا بلوغت سے پہلے ان میں مردانہ وجاہت پیدا کرنے کا التزام کیا جاتا ہے؟ کیا ان میں زندگی کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ ان اقدار کے پیدا کرنے میں مدرسہ کے بھی کچھ فرائض ہیں، لیکن یہ تبھی ممکن ہے جبکہ ان کا بیج ننھے اذہان میں بو دیا جائے اور یہ صرف گھر میں ہی ممکن ہے۔ کیونکہ مدرسہ میں پیدا کردہ اثر راسخ نہیں ہوتا۔

آج کے دَور میں گھر اس تربیت سے مجرمانہ تغافل برت رہا ہے۔ وہ مدرسہ پر تکیہ کئے ہوئے ہے۔ گھر یہ چاہتا ہے کہ مدرسہ سے ان کا بچہ تعلیمیافتہ بن کر نکلے۔ لیکن مدرسہ کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ خود اسے منزل کا پتہ نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدرسہ سے نکلنے کے بعد نوجوان بے راہ ہو چکا ہوتا ہے۔

یہ تو قصہ ہے گھر اور مدرسہ کا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلامی مدرسہ میں کیا ہو رہا ہے۔ قبل اس کے کہ اس وقت کے عالم اسلامی کے مدارس کی حالت بیان کی جائے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم اور تربیت کے دقیق فرق کو واضح کر دیا جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بہت سے مدارس تعلیم تو دے رہے ہیں کیا وہ تربیت بھی دیتے ہیں؟ اور تربیت بھی اسلامی دیتے ہیں؟

اس وقت عالم اسلام کے مدارس تین اقسام کے ہیں:۔

(۱) وہ مدارس جو خالص دینی تعلیم دیتے ہیں اور اس سلسلہ میں پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۲) وہ مدارس جو دنیاوی تعلیم دیتے ہیں اور اس میں ضمناً دینی تعلیم کا بھی التزام ہے۔ لیکن اس کی حیثیت ثانوی ہے۔

(۳) وہ مدارس جہاں صرف دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان میں دینی تعلیم کا کلیتہً کوئی التزام نہیں بلکہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کا طریقہ تعلیم خالص بدیشی ہے۔ مشنریوں کے مدارس اسی ڈھنگ کے ہیں ان کے اطوار اور طریقہ کار سے قاری خوب واقف ہے کہ ان کا نظریہ کیا ہوتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسری قسم کے مدارس سے مطلوبہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا، لیکن اگر ان میں خاطر خواہ کوشش کی جائے اور گھر کا ماحول ان کے ساتھ تعاون کرے تو یہ ادارے نہج اسلامی روح بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

باقی رہ گئے خالص دینی ادارے تو ان کا مقصد صرف دینی معلومات مہیا کرنا نہیں ہے، انہیں صحیح اسلامی تربیت بہم پہنچانے میں مثبت طور پر پیش پیش ہونا چاہیئے۔

جب معاملہ یہ ہے تو پھر اجتماعی طور پر اسلامی تربیت کا انتظام کہاں ہے؟ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں یہ چیز صرف مفقود ہی نہیں بلکہ دین سے بُعد کے انتظامات بھی موجود ہیں اور مستزاد یہ کہ بعض اسلامی حکومتوں میں ایسے قوانین بھی رائج ہیں جو صریحاً غیر اسلامی ہیں۔ یہ معاشرے کو غیر اسلامی طریقہ پر ڈالنے میں مزید تقویت دے رہے ہیں۔

لیکن اگر ابتداءً گھر سے تربیت کا فرض کماحقہٗ پورا کر دیا جائے۔ مدرسہ میں ایسی ہی فضا پیدا کی جائے تو افراد کی تربیت صحیح نہج پر ہو سکتی ہے۔ لیکن گر گھر سے ہی ماحول بگڑا ہُوا ہو تو بعد کے تمام وسائل بھی اصلاح نہیں کر سکتے۔ الامن عصم اللہ ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ
(اقبال)

بقیہ ——— شہادت حسینؓ اور ہم

اور کسی ناجوح کے ہلائے ہل نہیں سکتی۔ یہ شہادت ہمیں صبر و شکر، استقلال و استقامت، شجاعت و بہادری، اتفاق و اتحاد، اخلاص و محبت، عزم بالجزم راسخ الاعتقادی، رضا بقضائے الٰہی، حق شناسی، پابندیِ فرائض، راستبازی و صداقت، غیرت دینی حمیت اسلامی اور اخلاق فاضلہ کا بصیرت افروز درس دیتی ہے۔ حضرت حسینؓ امام عالی مقام کی یہ شہادت ہمیں درسِ عبرت دیتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ:۔

(۱) وقت کا حاکم اگر ظالم و جابر اور کسی امر میں احکام الٰہی سے روگردانی کرنے والا ہو تو مومنوں کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کی وفاداری کا عہد نہ کریں اور ہمہ قسم خطرات سے بے نیاز ہو کر اس کے ظلم و عدوان اور بے دینی جیسے امور کے خلاف نہ صرف آواز بلند کریں بلکہ اس کے خلاف بھرپور جد و جہد کریں کہ یہی اسوہ حسینی ہے وگرنہ کیا اس کے بالمقابل یزیدیت نہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ”جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے (قرآن مجید) کے مطابق حکم نہیں کرتے وہی لوگ فاسق ہیں“۔ القرآن

(۲) اگر جنگ صداقت پر مبنی ہو تو اس کے لئے قوت اور طاقت کا توازن

(باقی ص۱۴ پر)